

● یہی وجہ ہے کہ یہاں بلحاظ مفہوم و سیاق عبارت ”لا تعبدون“ کا ترجمہ ”لا تعبدوا“ کی طرح کیا گیا ہے۔ اور اس میں بھی بعض نے تو سیدھا فعلِ نہی کی طرح ترجمہ کر دیا ہے یعنی ”اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو/ عبادت نہ کرو“ (یہاں ترجمہ میں ”کسی کو“ کیوں لایا گیا ہے اس پر ”الاعراب“ میں بات ہوگی)۔۔۔ جب کہ ”میشاق“ کی شرط اور تاکید والے مفہوم کو سامنے رکھتے ہوئے اردو محاورے کے مطابق بعض حضرات نے ”عبادت نہ کرنا/ عبادت مت کرنا/ بندگی نہ کریو“ سے ترجمہ کیا ہے جس میں نہی کے ساتھ تاکید والا مفہوم بھی موجود ہے۔ پھر زیادہ تر مترجمین نے تو اسمِ جلال (اللہ) کے ساتھ ہی ترجمہ کیا ہے اگرچہ بعض نے اردو فارسی کا لفظ ”خدا“ بھی استعمال کر لیا ہے۔

۲ : ۵۱ : (۱) [وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا] ابتدائی ”و“ عاطفہ (معنی ”اور“) ہے اور باءِ الجرز (پ) کا یہاں ترجمہ ”کے ساتھ“ ہو سکتا ہے۔ یہ (پ) یہاں بطور صلہ فعل ہے جس پر ابھی بات ہوگی (إِحْسَانًا کے ضمن میں)۔ نیا لفظ یہاں ایک تو ”الْوَالِدَيْنِ“ ہے جو لفظ ”والد“ کا تشبیہ مجرور ہے۔ اور ”والد“ کا مادہ ”ول د“ اور وزن ”فاعل“ ہے۔ اس مادہ سے فعل مجرد ”وَلَدَ... يَلِدُ (در اصل يُولِدُ) وِلَادَةٌ“ (ضرب سے) آتا ہے اور اس کے بنیادی معنی ہیں : ”... کو جننا (یعنی کسی بچے کو جنم دینا)۔“ اس فعل کا اصل فاعل تو عورت (یا کوئی مادہ جانور) ہوتا ہے اور اس کے لئے صیغہ فعل اس سے مؤنث ہی آتا ہے مثلاً کہیں گے ”وَلَدَتِ الْمَرْأَةُ“ (عورت نے جننا) اس لئے اس سے اسم الفاعل ”وَالِدٌ“ (صیغہ مذکر بغیر تائے تانیث) مل کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے کیونکہ دراصل ”جننے کا عمل“ تو عورت (یا مادہ) سے مختص ہے۔ جیسے کہتے ہیں ”امْرَأَةٌ حَامِلٌ“ (حمل والی عورت) اور ”امْرَأَةٌ حَائِضٌ“ (حیض والی عورت)۔۔۔ کیونکہ ”ولادت“ (جننا) کی طرح ”حمل“ (پیٹ میں بچہ اٹھانا) اور ”حیض“ (ماہواری خون آنا) عورت ہی سے خاص ہیں، تاہم ان (صفات) کے ساتھ عورت کے لئے تائے تانیث بھی استعمال ہوئی ہے مثلاً ”وَالِدَةٌ“، ”حَامِلَةٌ“ یا ”حَائِضَةٌ“ بھی کہتے ہیں۔۔۔ اور بعض دفعہ یہ فعل (وَلَدَ يَلِدُ) کسی مذکر فاعل (یا اس کی ضمیر فاعل) کے ساتھ بھی استعمال ہوتا ہے اور اس سے مراد ”باپ ہونا“ ہوتا ہے، جیسے قرآن کریم میں کافروں اور مشرکوں کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے ”لَيَقُولُنَّ وَلَدَ اللَّهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ“ (الصافات : ۱۵۲) اسی طرح سورۃ الاخلاص میں فعل ”لَمْ يَلِدْ“ صیغہ مذکر آیا ہے (ان پر حسب موقع بات ہوگی۔ ان شاء اللہ)۔۔۔ اسی لئے ”باپ“ کے لئے بھی صیغہ اسم الفاعل ”وَالِدٌ“ استعمال ہوتا ہے اور ”والد“ اور ”والدة“ دونوں کا تشبیہ (والدان/والدین) استعمال ہوتا ہے اور یہ تظہیر مذکر اس طرح ہے جیسے آپ کہیں ”الرجلُ وَالْمَرْأَةُ“

صالحان“ (مرد اور عورت دونوں نیک ہیں)۔۔۔ قرآن کریم میں یہ سیخہ تشبیہ ”والدان“ معرفہ نکرہ مفرد مرکب اور مختلف اعراب کے ساتھ بیس مقامات پر آیا ہے۔

● فعل ”وَلَدَيْلِد“ متعدی فعل ہے اور اس کا مفعول بنفسہ آتا ہے جیسے ”وَلَدَتْهُمْ“ (المجادلہ: ۲) میں ہے یعنی ”ان عورتوں نے ان (مردوں) کو جنما“۔۔۔ تاہم قرآن کریم میں زیادہ تر یہ فعل محذوف (غیر مذکور) مفعول کے ساتھ آیا ہے۔ اور فعل مجرد کے نو مختلف صیغوں کے علاوہ اس مادہ (ولد) سے مشتق اور ماخوذ متعدد کلمات (وَلَدٌ، وَالِدٌ، وَلِيدٌ، مَوْلُودٌ، اَوْلَادٌ وغیرہ) ۹۰ سے زیادہ مقامات پر آئے ہیں۔ دوسرا وضاحت طلب لفظ اس عبارت میں ”اِحْسَانًا“ ہے جس کا مادہ ”ح س ن“ اور وزن ”اِفْعَالًا“ ہے۔ گویا یہ اپنے مادہ سے باب افعال کا مصدر ہے۔ (یہاں اس کی نصب پر آگے ”الاعراب“ میں بات ہوگی)۔۔۔ اس مادہ سے فعل مجرد کے باب و معنی کے علاوہ اس سے باب افعال (اِحْسَنَ مُحْسِنًا) کے معانی پر بھی البقرہ: ۵۸ [۲: ۳۷: ۱۸] میں بات ہوئی تھی۔ ”اِحْسَان“ کے اصل معنی تو یہ ہیں ”کوئی کام بہت اچھے طریقے پر کرنا“۔ مثلاً کہیں گے ”اِحْسَنَ الرُّسُوْدَ“ (اس نے بہت اچھے طریقے سے وضو کیا) یا جیسے ”فَاِحْسَنَ صُوْرَتَكُمْ“ (التغابن: ۳) میں ہے (یعنی تمہاری صورتیں بہت اچھی بنائیں) اگر اس فعل پر (مفعول سے پہلے) ”ب“ (باء) یا ”اِلٰی“ کا صلہ آئے تو اس کا مطلب ہوتا ہے ”... سے حسن سلوک کرنا“ یا ”... کے ساتھ بھلائی کرنا“۔ جیسے ”قَدْ اِحْسَنَ بِنِي“ (یوسف: ۱۰۰) اور ”اِحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ“ (القصص: ۷۷) میں ہے۔ (ان عبارات کے معنی وغیرہ کی حسب موقع وضاحت ہوگی ان شاء اللہ)

● یہاں جو ”بالوالدین“ پر باء الجر (ب) آئی ہے اس کا تعلق اسی مصدر ”احسان“ (جو یہاں منصوب آیا ہے) کے ساتھ (صلہ کا) ہے۔ اس کی اعرابی ترکیب (جو ترجمہ کی بنیاد ہے) پر تو آگے ”الاعراب“ میں بات ہوگی، یہاں سردست ہم ترجمہ کئے دیتے ہیں۔ اس عبارت (و بالوالدین احسانًا) کا لفظی ترجمہ تو بنتا ہے ”اور ساتھ ماں باپ کے حسن سلوک کرنا“ (ہو گا)۔ اسی کو مختلف مترجمین نے ”ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا/ نیک سلوک کرنا/ اچھی طرح خدمت گزاری کرنا/ حسن سلوک سے پیش آنا/ بھلائی کرتے رہنا“ کی صورت میں تراجم کئے ہیں۔ ان تمام تراجم میں فعل امر اور تاکید کا مفہوم موجود ہے (بلکہ بعض نے ترجمہ ہی ”سلوک کرو“ سے کر دیا ہے)۔ یہ ”احسان کرنا“ (مصدر) میں ”کرنا ہو گا/ کرتے رہنا“ (فعل امر) کا مفہوم کیسے پیدا ہوا ہے، اس پر آگے ”الاعراب“ میں بات ہوگی۔

۲: ۵۱: (۲) [وَذِي الْقُرْبَىٰ] ”و“ تو عاطفہ ”بمعنی“ اور ”ہے اور“ ذی القربیٰ جو

”ذی“ اور ”القربی“ کا مرکب ہے، اس کے دونوں حصوں پر الگ الگ بحث کرنا ضروری ہے۔

(۱) ”ذی“ (جس کا اردو ترجمہ ”... والا“ ہے) ”ذو“ کی مجرور صورت ہے (جو ”بالوالدین“ کی باء الجرح پر عطف کے باعث مجرور ہے۔۔۔ اور ”ذو“ اسمائے ستہ مکبترہ میں سے ایک اسم ہے۔ یہ اسماء ”ذو“ (واللا) ’أَبْ (باپ) ’أَخْ (بھائی) ’فَمَ (منہ) ’حَمَ (سسر) اور هَنَ (یری چیز)“ ہیں۔ ان میں سے آخری دو تو قرآن میں کہیں استعمال نہیں ہوئے، پہلے چار مختلف حالتوں میں مختلف مقامات پر استعمال ہوئے ہیں۔ ان ”اسماء بیستہ مکبترہ“ (چھ بڑے کئے ہوئے اسماء) کا مشترکہ قاعدہ تو یہ ہے کہ یہ اسماء جب مضاف ہو کر آئیں تو رفع میں ان کے آخر پر ”و“ نصب میں الف (ا) اور جر میں ”می“ بڑھادی جاتی ہے (اور اسی اضافہ کی وجہ سے یہ ”مکبرہ“ کہلاتے ہیں) سوائے ”ذو“ کے کہ اس کے آخر پر پہلے ہی ”واو“ ہے، البتہ نصب اور جر میں ”ذ“ کے بعد علی الترتیب (ا) اور (ی) کا اضافہ ہوتا ہے۔ باقی اسماء پر تو حسب موقع بات ہوگی، یہاں اس ”ذو“ کے طریق استعمال کی وضاحت کی جاتی ہے۔

● اس لفظ (ذو) کی مذکر مؤنث کے لئے مختلف صورتیں ہیں (واللا۔ والی کے معنی میں) پھر ہر ایک کے تشبیہ اور جمع کی الگ صورتیں (والے۔ والیاں کے معنی میں) ہیں اور اسماء کی طرح ہر ایک (واحد تشبیہ جمع۔ مذکر مؤنث) کی رفع نصب جر میں الگ الگ شکل ہوتی ہے۔ یعنی اس (ذو) کی اپنی اعرابی کردار ہے جو اس کی تمام صورتوں کو سمجھنے کے لئے ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

مؤنث کی صورتیں			مذکر کی صورتیں		
رفع	نصب	جر	رفع	نصب	جر
ذُو... ۱	ذَا... ۱	ذِي... ۱	ذُو... ۱	ذَا... ۱	ذِي... ۱
ذَوَا... ۲	ذَوَا... ۲	ذَوَا... ۲	ذَوَا... ۲	ذَوَا... ۲	ذَوَا... ۲
ذَوَا... ۳	ذَوَا... ۳	ذَوَا... ۳	ذَوَا... ۳	ذَوَا... ۳	ذَوَا... ۳
ذَوَا... ۴	ذَوَا... ۴	ذَوَا... ۴	ذَوَا... ۴	ذَوَا... ۴	ذَوَا... ۴
ذَوَا... ۵	ذَوَا... ۵	ذَوَا... ۵	ذَوَا... ۵	ذَوَا... ۵	ذَوَا... ۵
ذَوَا... ۶	ذَوَا... ۶	ذَوَا... ۶	ذَوَا... ۶	ذَوَا... ۶	ذَوَا... ۶
ذَوَا... ۷	ذَوَا... ۷	ذَوَا... ۷	ذَوَا... ۷	ذَوَا... ۷	ذَوَا... ۷
ذَوَا... ۸	ذَوَا... ۸	ذَوَا... ۸	ذَوَا... ۸	ذَوَا... ۸	ذَوَا... ۸
ذَوَا... ۹	ذَوَا... ۹	ذَوَا... ۹	ذَوَا... ۹	ذَوَا... ۹	ذَوَا... ۹
ذَوَا... ۱۰	ذَوَا... ۱۰	ذَوَا... ۱۰	ذَوَا... ۱۰	ذَوَا... ۱۰	ذَوَا... ۱۰

● ان اسماء کے بارے میں حسب ذیل امور نوٹ کر لیجئے :-

- ① یہ تمام اسماء (یا ”ذو“ کی مختلف شکلیں) ہمیشہ مضاف ہو کر ہی استعمال ہوتی ہیں۔ اوپر ہر ایک کے بعد جو نقطے (...) ڈالے گئے ہیں اس کا مطلب یہی ہے کہ ان کے بعد ایک مضاف الیہ ضرور آتا ہے۔
- ② ان کا مضاف الیہ ہمیشہ کوئی اسم ظاہر ہوتا ہے یعنی یہ کسی ضمیر کی طرف مضاف نہیں ہوتے۔ ان

کارو ترجمہ حسب موقع ”...والا... والے... والیاں“ سے کیا جائے گا۔

⑤ آپ نے دیکھا کہ تشبیہ مؤنث کے لئے دو مختلف صورتیں استعمال ہوتی ہیں۔ قرآن کریم میں مؤنث کی صرف دو سری صورت کا ایک ہی لفظ (بحالتِ رفع) ”ذَوَاتَا“ استعمال ہوا ہے۔ تشبیہ مؤنث کی پہلی صورت قرآن میں کہیں استعمال نہیں ہوئی۔

⑥ جمع میں مذکر مؤنث دونوں کے لئے دو صورتیں آئی ہیں۔ قرآن کریم میں زیادہ تر دو سری صورت (اولو، اولات والی) استعمال ہوئی ہے۔

⑦ ”اولو... اولی... وغیرہ“ میں ابتدائی ہمزہ (بصورت الف) کے بعد جو ”و“ ہے وہ تلفظ میں نہیں آتی مگر لکھی ضرور جاتی ہے (اولیک کی طرح) اور یہ زائد ”واو“ رسم قرآنی اور رسم المائک دونوں میں لکھی ضرور جاتی ہے (اگرچہ پڑھی نہیں جاتی)

⑧ ”ذو“ کی اس گردان کے مختلف کلمات ذہن نشین کر لیں، کیونکہ ان میں سے بیشتر صورتیں قرآن کریم میں ہمارے سامنے آئیں گی۔ اب ہم اس ترکیب (ذی القربی) کے دوسرے لفظ ”القربی“ کو لیتے ہیں۔

(۲) ”القَرْبَى“ کا مادہ ”قرب“ اور وزن (لام تعریف نکال کر) ”فُعَلَى“ ہے۔ اس مادہ سے فعل مجرد (قَرَّبَ يَقْرِبُ = قریب ہونا۔ قریب جانا) کے ابواب اور معنی و استعمال کی تشریح البقرہ: ۳۵ [۲: ۲۶: ۸] میں کی جا چکی ہے۔

● یہ لفظ (قربى) اس مادہ سے الفعل التفعیل (أَقْرَبُ) کا میخہ مؤنث ہے جس کا ترجمہ تو بنتا ہے ”بہت زیادہ قریب (کوئی مؤنث) چیز“۔۔۔ تاہم عربی میں یہ لفظ ”قربت“ (قریب کی رشتہ داری) کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ”قربانہ“ بھی اس معنی کے لئے عربی لفظ ہے (جو ”قربت“ کی الماء کے ساتھ اردو میں مستعمل ہے) تاہم یہ لفظ (قربانہ) قرآن کریم میں نہیں آیا۔ البتہ اس کے دوہم معنی لفظ ”قربى“ اور ”مَقْرَبَة“ قرآن کریم میں استعمال ہوئے ہیں۔

● اس طرح ”ذی القربى“ کا ترجمہ ہوا ”قربت / قریبی رشتہ داری والا“۔ جس کا سادہ با محاورہ ترجمہ ”رشتہ دار“ بھی ہو سکتا ہے۔ چونکہ اس ترکیب (ذی القربى) کا تعلق گزشتہ عبارت کے ”احساناً“ (بھلائی کرتے رہنا) سے ہے اس لئے مختلف مترجمین نے یہاں ”ذی القربى“ کا ترجمہ ”قربت والے سے“ کیا ہے اور بیشتر نے بصورت جمع ”قربت داروں سے / کنبہ والوں سے / رشتے داروں سے / اہل قربت کی بھی / ناتے رشتے والوں سے“ کے ساتھ ترجمہ کیا ہے جو مفہوم اور محاورے کے لحاظ سے ہی درست ہے ورنہ اصل عبارت میں صیغہ جمع (مثلاً ذوی

القربیٰ یا اُولیٰ القربیٰ) تو نہیں آیا بلکہ واحد (ذی) ہی ہے۔

۲ : ۵۱ : (۳) [وَالْيَتَامَىٰ] ”و“ (اور) کے بعد لفظ ”الیتامیٰ“ ہے (جو یہاں سمجھانے کے لئے رسم المائی کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ اس کے رسم عثمانی پر آگے بات ہو گی) اس لفظ (الیتامیٰ) کا مادہ ”ی ت م“ اور وزن اصلی (لام تعریف نکال کر) ”فَعَالَى“ ہے۔ اس مادہ سے فعل مجرد ”يَتِيْمٌ يَتِيْمٌ يَتِيْمًا“ (ضرب، صبح اور کرم سے) استعمال ہوتا ہے اور اس کے معنی ہیں : کسی بچے کا باپ مرجانا۔ یعنی ”یتیم“ ہو جانا۔ ”يَتِيْمٌ“ (بروزن فَعِيلٌ) خالص عربی لفظ ہے جو اردو میں متعارف اور متداول ہے۔ اس کی جمع مکرر ”اَيْتَامٌ“ بھی آتی ہے (مگر یہ قرآن میں استعمال نہیں ہوئی) اور ”يَتَامَىٰ“ بھی جو قرآن کریم کے اندر معرف بلا لام شکل میں ۱۳ جگہ آئی ہے۔ اور اس کا واحد ”يَتِيْمٌ“ بھی بصورت نکرہ قرآن میں بصورت معرفہ نکرہ آٹھ جگہ آیا ہے اور ایک جگہ اس کا تشبیہ ”يَتِيْمِيْنٌ“ بھی آیا ہے۔۔۔ عربی زبان میں تو اس مادہ ”یتیم“ سے مجرد کے علاوہ بعض مزید فیہ ابواب سے بھی افعال مختلف معانی کے لئے استعمال ہوتے ہیں تاہم قرآن میں اس مادہ سے کسی قسم کے فعل کا کوئی صیغہ کہیں نہیں آیا۔

● ”يَتِيْمٌ“ کے بنیادی معنی ”کیلا رہ جانا“ ہے۔ اسی لئے عربی میں ایسے موتی کو جس کے ساتھ کا (اس جیسا) اور کوئی موتی نہ ہو ”دَرَّةٌ يَتِيْمَةٌ“ یا ایسا ایک ہی ہونے کی وجہ سے ”دَرَّةٌ يَتِيْمَةٌ“ کہتے ہیں (اس میں تائے وحدت ہے) انسانوں میں سے عربی میں اس چھوٹے بچے کو یتیم کہتے ہیں جس کا باپ مر گیا ہو۔۔۔۔۔ مگر حیوانات میں اسے ”یتیم“ کہا جاتا ہے جس کی ماں مر گئی ہو اور ”یتیم“ مذکر و مؤنث دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے)۔۔۔۔۔ اور انسانوں میں بھی ”یتیم“ چھوٹی عمر کا ہی کہلاتا ہے۔ بالغ ہو جانے کے بعد کسی ”مرے ہوئے باپ والے“ کو یتیم نہیں کہا جاتا۔

● زیر مطالعہ عبارت میں ”والیتامیٰ“ کا تعلق بھی ”احساساً“ سے ہے اس لئے اس کا ترجمہ بھی ”یتیموں / بے باپ کے بچوں سے بھی“ کیا گیا ہے۔ ”بھی“ کا لفظ اردو محاورے کے مطابق واو عاطفہ کی تکرار کے لئے لایا گیا ہے۔

۲ : ۵۱ : (۳) [وَالْمَسَاكِيْنِ] یہاں بھی فرق سمجھانے کے لئے ”المساکین“ کو عام رسم المائی کے مطابق لکھا گیا ہے۔ رسم عثمانی پر الگ ”الرسم“ میں بات ہو گی۔ ”الْمَسَاكِيْنِ“ کا مادہ ”س ک ن“ اور وزن (لام تعریف کے بغیر) ”مَفَاعِلٌ“ ہے جو فتنی الجموع (آخری درجے کی جمع) کا ایک وزن ہے۔ تمام فتنی الجموع وزن غیر منصرف ہوتے ہیں۔ ”مَسَاكِيْنٌ“ کا واحد ”مَسْكِيْنٌ“ (بروزن ”مَفْعِلٌ“) ہے (جو معرب ہے)۔ اس مادہ (س)

کن) سے فعل مجرد (سکَنَ یسکُنُ = ٹھہرتا۔ ٹھہر جانا) کے باب و معنی وغیرہ البقرہ: ۳۵ [۲: ۲۶: (۱)] میں بیان ہو چکے ہیں۔

● عربی زبان کے دو لفظ ”مَسْكِينٍ“ اور ”فَقِيرٍ“ ایسے ہیں جو ”ناوار“ غریب، محتاج، مفلس، تنگ دست“ کے اصل عربی معنوں کے ساتھ اردو میں بھی عام مستعمل ہیں۔ اور یہ لفظ (یا ان کی جمع ”مساکین اور فقراء“) قرآن و حدیث اور عربی ادب میں بکثرت وارد ہوئے ہیں (لفظ ”مسکین“ واحد جمع معرفہ نکرہ مختلف صورتوں میں قرآن کریم کے اندر ۲۳ جگہ اور لفظ ”فقیر“ اسی طرح (واحد جمع معرفہ نکرہ) ۱۲ جگہ آیا ہے)۔ اس لئے عربی کی بڑی معاجم (ڈکشنریوں) اور تفاسیر میں بھی یہ بحث بعض دفعہ کئی کئی صفحات میں کی گئی ہے کہ مالی لحاظ سے (اور بعض دفعہ سماجی لحاظ سے بھی) کس کی حالت ”دوسرے سے“ بہتر“ اور کس کی ”بدتر“ ہوتی ہے؟ فقیر کی یا مسکین کی؟۔ اور پھر ہر ایک نقطہ نظر کی تائید میں قرآن، حدیث اور اشعار و اقوالِ عرب سے دلائل لانے اور دلائل کو رد کرنے پر بہت ساموا جمع کر دیا گیا ہے۔ {۱}

● بعض کے نزدیک ”فقیر“ وہ ہے جو بالکل نادار ہو اور اس کے پاس کچھ بھی نہ ہو اور ”مسکین“ وہ ہے جس کے پاس کچھ مال تو ہو (یا کوئی ذریعہ معاش تو ہو) مگر اس کے ضروری اخراجات کے لئے بھی کافی نہ ہو۔۔۔ اور بعض نے ان کی تعریف اس کے برعکس کی ہے۔ اس بات پر البتہ اتفاق ہے کہ لغوی اصل کے لحاظ سے ”مسکین“ میں عاجزی، تواضع اور انکسار کا مفہوم زیادہ ہے اور ”فقیر“ میں حاجت مندی اور ناداری کا مفہوم زیادہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ”فقر“ یعنی مفلسی سے پناہ مانگی ہے اور ”مسکین“ رہنے اور مسکینوں میں شامل رہنے کی دعا فرمائی ہے۔ اور اس میں ”مسکین“ سے مراد تواضع اور غیر متکبر آدمی ہے۔

● اس طرح زیر مطالعہ عبارت میں ”وَالْمَسْكِينِ“ کا ترجمہ ”اور فقیروں، محتاجوں، مسکینوں اور غریبوں“ (سے بھی حسن سلوک کرنا) کی صورت میں کیا گیا ہے۔ کیونکہ اردو میں ”مسکین“ اور ”فقیر“ قریباً مترادف لفظ سمجھے جاتے ہیں۔ اور عربی والی ”باریک بینی“ سے محفوظ ہیں۔

[وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا] یہ بھی ایک پورا جملہ ہے جو ”و“ (اور) + ”قُولُوا“ (تم کہو) + ”لِلنَّاسِ“ (لی + الناس = لوگوں سے) + ”حُسْنًا“ (خوبصورتی) پر مشتمل ہے۔ یہ تمام کلمات (اسوائے ”حُسْنًا“ کے) پہلے گزر چکے ہیں مثلاً

{ مثلاً چاہیں تو دیکھئے لسان العرب (مادہ ”سکَن“) اور Lane's Lexicon یعنی ”مد القاموس“ (مادہ

”سکَن“ میں سب سے آخری بحث) ج ۴ ص ۱۳۹۵

① "و" کی اقسام و معانی کے لئے دیکھئے [۱: ۳: ۱] اور [۲: ۴: ۱] (۱)

② "قُولُوا" جس کا مادہ "ق و ل" اور وزن اصلی "أَفْعِلُوا" ہے کے فعل اس کے باب و معنی اور خود اس لفظ "قُولُوا" کی لغوی و صرفی تشریح [۲: ۴: ۳] میں گزر چکی ہے۔

③ "لِلنَّاسِ" کلام الجمل (در اصل فعل "قَالَ يَقُولُ" کہنا) کا صلہ ہے اور لفظ "النَّاسِ" (لوگوں) کے مادہ کے بارے میں مختلف اقوال اور ہر ایک کے معانی وغیرہ پر مفصل بحث البقرہ: [۲: ۴: ۳] میں دیکھئے۔

④ "حُسْنًا" جو "ح س ن" مادہ سے مشتق اسم (بروزن "فُعْلٌ") ہے کے معنی تو ہیں "خوبصورتی۔ خوبی"۔ مگر یہاں مراد ہے خوبصورت بات، اچھی بات، اس مادہ (حسن) سے فعل مجرور کے استعمال پر البقرہ: ۵۸ [۲: ۴: ۳] میں بات ہو چکی ہے۔

● یہاں اس عبارت کے تراجم "اور کہو، کہیو، کہنا، بات کرنا، بات کرو، لوگوں سے، سب لوگوں کو، عام لوگوں سے، بھلائی، نیک، بات، اچھی طرح، اچھی بات، نرمی، خوش خلقی کی اور اچھی باتیں"۔۔۔ کی صورت میں کئے گئے ہیں۔ تاکیدیہ کا مفہوم (کہیو/کہنا میں) تو "شروطیہ" سے پیدا ہوا ہے جس پر پہلے "لَا تَعْبُدُونَ" میں بات ہوئی ہے۔ "لوگوں" کے "ساتھ" "سب" "اور" "عام" کا اضافہ معرف بلام جمع (الناس) کی وجہ سے ہے۔۔۔ یہاں "حُسْنًا" منصوب کیوں ہے؟ اور اس میں "نیک بات، اچھی بات وغیرہ" کا مفہوم کیسے پیدا ہوا ہے؟ اس پر آگے حصہ "الاعراب" میں بات ہوگی۔

[وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ] یہ دونوں جملے بیحد اسی طرح البقرہ: ۳۳

[۲: ۲۹: ۱] میں گزر چکے ہیں۔ اور ان کے تراجم و لغوی تشریح بھی وہاں ہوئی تھی۔ اگر بات ذہن سے اتر گئی ہو تو صرف یاد دہانی کے لئے ہر ایک کلمہ کا الگ الگ مختصر آگزشتہ حوالہ لکھے دیتے ہیں۔

① "أَقِيمُوا" کا مادہ "ق و م" اور وزن "أَفْعِلُوا" ہے جو باب افعال سے فعل امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے، معنی "تم قائم کرو" دیکھئے البقرہ: ۳ [۲: ۲: ۳]

② "الصَّلَاةَ" مادہ "ص ل و" اور وزن اصلی "فَعَلَّة" ہے۔ دیکھئے [۲: ۲: ۳] میں

③ "وَأْتُوا" جو "ا ت ی" مادہ سے باب افعال کا فعل امر بروزن "أَفْعِلُوا" ہے، معنی "دو/ادارو کرو" اور

④ "الزَّكَاةَ" جو "ز ک و" سے بروزن "فَعَلَّة" ہے۔ ان دونوں کلمات "آتوا اور

الزَّكَاةَ" کی کھل لغوی تشریح کے لئے دیکھئے البقرہ: ۳۳ [۲: ۹: ۳] (۵-۴)

● یہاں بھی ابتدائے آیت کے ”اغذِ مِثْلَ“ (غذ لینا) والے مفہوم کی بنا پر فعل امر کے ان مینوں کا ترجمہ ”تاکید“ کے الفاظ کے ساتھ کیا گیا ہے یعنی

”أَقِيمُوا الصَّلَاةَ“ کا ترجمہ ”قائم رکھو نماز کو / پابندی رکھنا نماز کی اور دست کیجھو نماز اورستی سے نماز ادا کرنا / نماز قائم رکھنا“ کی صورت میں کیا گیا ہے۔ ان سب تراجم میں مِثْلَ والی تاکید کے علاوہ فعل ”أَقَامَ يَقِيمُ“ کے معنوی تقاضے ملحوظ رکھے گئے ہیں۔ اسی طرح ”الزَّكَاةَ“ کا ترجمہ ”زکوٰۃ“ ہی سے کرتے ہوئے ”وَأْتُوا الزَّكَاةَ“ کے تراجم ”زکوٰۃ دو / نکالو / دیتے رہو / ادا کرتے رہو / ادا کرتے رہنا“ کی صورت میں کئے ہیں۔ مفہوم قریباً یکساں ہے۔ اور بعض نے اردو محاورے کی خاطر ساری عبادت کا اٹھا کر ترجمہ ”اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہنا“ سے کیا ہے۔

[ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْكُمْ] اس جملے کے بھی تمام کلمات کی لغوی تشریح پہلے ہو چکی ہے اور ابتدائی حصہ ”ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ“ اسی طرح البقرہ: ۶۳ [۲: ۲۱: ۱ (۳)] میں بھی آیا تھا۔ ہم یہاں تمام کلمات کا صرف ترجمہ الگ الگ لکھ کر ساتھ لغوی تشریح کا گزشتہ حوالہ لکھ دیتے ہیں۔ چاہیں تو وہاں دیکھ لیں۔

① ”ثُمَّ“ (پھر / اس کے بعد) کی مزید وضاحت کے لئے دیکھئے البقرہ: ۲۸ [۲: ۲۰: ۱ (۳)]
 ② ”تَوَلَّيْتُمْ“ جو ”ولی“ مادہ سے بلحاظ وزن ”تَفَعَّلْتُمْ“ ہے یعنی باب تفعّل کا فعل ماضی صیغہ جمع مذکر حاضر ہے۔ اس مادہ سے فعل مجرد اور باب تفعّل کے فعل (تَوَلَّيْتُمْ يَتَوَلَّوْنَ) کے معانی وغیرہ البقرہ: ۶۳ [۲: ۲۱: ۱ (۳)] میں دیکھئے۔ ”تَوَلَّيْتُمْ“ کا ایک ترجمہ ”تم پھر گئے“ بنتا ہے اور یہاں یہی مراد ہے۔

③ ”إِلَّا“ (پھر / مگر / سوا) کے معانی و طریق استعمال کے لئے دیکھئے البقرہ: ۹ [۲: ۸: ۱ (۳)]
 ④ ”قَلِيلًا“ (تھوڑا / بہت کم) جو ”قل ل“ مادہ سے بروازن ”فَعِيلًا“ اسم صفت ہے، کی لغوی تشریح البقرہ: ۳۱ [۲: ۲۸: ۱ (۳)] میں ”ثُمَّ نَمَّنا قَلِيلًا“ کے ضمن میں دیکھئے۔
 ⑤ ”مِنْكُمْ“ (تم میں سے) جو ”مِن + كُمْ“ ہے۔ ”مِن“ کے معانی کے لئے دیکھئے البقرہ: ۱۳

[۲: ۲: ۱ (۵)]

● اس طرح اس زیر مطالعہ عبارت کا فعلی ترجمہ بنتا ہے ”پھر تم سب پھر گئے مگر تھوڑے تم میں سے“۔ پھر محاورہ ترجمہ کے لئے ابتدائی حصے کا ترجمہ تو سب نے ”پھر تم پھر گئے / پھر بیٹھے“ ہی سے کیا ہے، البتہ ”إِلَّا قَلِيلًا مِّنْكُمْ“ کا ترجمہ کئی صورتوں میں کیا گیا ہے، مثلاً ”مگر تھوڑے تم میں سے / مگر تھوڑے سے تم میں / بجز محدودے چند کے / تم میں سے تھوڑے آدمیوں کے سوا (باقی

سب) اگر تم میں کے تھوڑے / سوائے تھوڑے سے آدمیوں کے / مگر تھوڑے / تو چند شخصوں کے سوا / بجز تم میں سے معدودے چند کے " کی صورت میں۔ ان تراجم میں بعض نے تو اس (الْأَقْلِيَّاتِ) بِمَنْكُم) کا ترجمہ فقرے کی عربی ترتیب کے مطابق "نَمَّ نَوَلَيْتُمْ" کے بعد کیا ہے اور بعض نے فقرے کی اردو ساخت کے مطابق اس حصے (الْأَقْلِيَّاتِ بِمَنْكُم) کا ترجمہ شروع میں کیا ہے۔ بعض اردو تراجم اصل عربی سے بھی بھاری بھر کم ہیں (مثلاً "بجز معدودے چند" والا)۔ پھر بعض نے عربی کے "نَوَلَيْتُمْ" اور "مَنْكُم" میں دو دفعہ آنے والی ضمیر کا ترجمہ دو دفعہ "تم" سے کیا ہے اور بعض نے اردو محاورے کے مطابق ایسے موقع پر صرف ایک "تم" کا استعمال کافی سمجھا ہے۔

۲ : ۵۱ : ۱ (۵) [وَأَنْتُمْ مُعْرِضُونَ] یہ بھی ایک جملہ ہی ہے جس کی ابتدائی "و" حالیہ (یعنی حالانکہ) ہے اگرچہ اس کا عام اردو ترجمہ "اور" سے ہی کر دیا جاتا ہے، تاہم مفہوم "اور حال تو یہ ہے کہ" کا ہی ہوتا ہے۔ ضمیر مرفوع منفصل "أَنْتُمْ" کا اردو ترجمہ "تم" ہے مگر اس سے پہلے (پچھلے جملے میں) دو دفعہ "تم" آچکا ہے ("نَوَلَيْتُمْ" کی ضمیر فاعلین اور "مَنْكُم" کی ضمیر مجرور کی صورت میں) اس لئے اس "تم" کی تکرار کی بناء پر یہاں "أَنْتُمْ" کا با محاورہ ترجمہ تاکید کے مفہوم کے ساتھ "تم تو ہو ہی / تم کچھ ہی ہو / تم ہی ہو" کی صورت میں کیا ہے اور بعض نے "وَأَنْتُمْ" کا ترجمہ ہی "اور تمہاری تو معمولی عادت ہے" سے کیا ہے جو صاف ظاہر ہے کہ ترجمہ (اور عبارت) کی حد سے تجاوز ہے، چاہے محاورہ اور مفہوم کے لحاظ سے درست بھی سمجھا جائے۔

● "مُعْرِضُونَ" کا مادہ "ع ر ض" اور وزن "مُفْعِلُونَ" ہے۔ اس مادہ سے فعل مجرد (عَرَضَ يَعْرِضُ = پیش کرنا۔ سامنے لانا) کی وضاحت البقرہ : ۳۱ [۲ : ۲۳ : ۱ (۳)] میں کی جا چکی ہے۔ یہ کلمہ (مُعْرِضُونَ) اس مادہ سے باب افعال کا اسم الفاعل (صیغہ جمع مذکر سالم) ہے۔ اس باب سے فعل "أَعْرَضَ... يُعْرِضُ أَعْرَاضًا" بطور فعل لازم و متعدی مختلف معانی کے لئے استعمال ہوتا ہے مثلاً (۱) نمودار ہونا۔ ظاہر ہو جانا۔ جیسے أَعْرَضَ الشَّيْءُ (چیز ظاہر ہوئی) (۲) چوڑا (بڑے عرض والا) ہونا جیسے "أَعْرَضَ الشُّوْبُ" (کپڑا بڑے عرض والا تھا) (۳) "رفی" کے صلہ کے ساتھ یہ "کسی چیز کی لمبائی چوڑائی سے واقف ہونا" کے معنی دیتا ہے جیسے "أَعْرَضَ فِي الْعِلْمِ" (علم کی وسعت سے آگاہ ہوا)۔ (۴) بطور فعل متعدی اس کے معنی "... کو چوڑا (عرض والا) کرنا" ہوتے ہیں جیسے "أَعْرَضَ الشَّيْءَ" (اس نے چیز کو چوڑا کر دیا)۔ (۵) اور "عَنَ" کے صلہ کے ساتھ اس کے معنی ہوتے ہیں "... سے منہ پھیر لینا... پر متوجہ نہ ہونا... سے روگردان ہونا... سے بے پروا ہونا... پر دھیان نہ دینا"۔۔۔۔۔ جیسے "مَنْ أَعْرَضَ عَنَ ذِكْرِي" (طہ : ۱۲۴) یعنی "جس نے میری یاد

سے منہ پھیر لیا" میں ہے۔ تاہم قرآن کریم میں یہ فعل صرف آخری معنوں میں ہی استعمال ہوا ہے۔

باقی (مذکورہ بالا چار) معانی کے لئے یہ فعل قرآن میں کہیں نہیں آیا۔

● ان (منہ پھیر لینا والے) معنی کے لئے اس فعل (أَعْرَضَ يُعْرِضُ) سے مختلف صیغہ ہائے فعل قرآن میں ۳۲ جگہ آئے ہیں۔ ان میں سے ۲۳ جگہ تو اس کے ساتھ مفعول (جس سے منہ پھیرا جائے) کا ذکر "عَنْ" کے صلہ کے ساتھ آیا ہے، باقی نو مقامات پر یہ صلہ استعمال نہیں ہوا مگر سیاقِ عبارت سے سمجھا جا سکتا ہے کہ کس چیز سے منہ پھیر لینے کا ذکر ہے۔ صیغہ ہائے فعل کے علاوہ دو جگہ اس فعل کا مصدر "أَعْرَاضَ" بھی (عَنْ کے بغیر ہی) استعمال ہوا ہے اور اس سے اسم الفاعل "مُعْرِضٌ" کی صرف جمع سالم مذکر "مُعْرِضُونَ" ہی مختلف اعرابی حالتوں میں (مرفوع یا منصوب) ۱۹ جگہ استعمال ہوئی ہے اور اس کے ساتھ بھی ۱۲ جگہ "عَنْ" آیا ہے باقی جگہ محذوف مگر مفہوم ہے (یعنی سمجھا جا سکتا ہے)۔

● یہاں زیر مطالعہ عبارت میں بھی "مُعْرِضُونَ" عَنْ کے بغیر ہی آیا ہے، تاہم سیاقِ عبارت سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہاں اسی "مِثَاقٌ" (عہد) سے منہ موڑنے والوں کی بات ہو رہی ہے۔ بیشتر مترجمین نے "وَأَنْتُمْ مُعْرِضُونَ" کا ترجمہ "عَنْ" کے نہ ہونے کی بناء پر (... سے منہ پھیرنا) کی بجائے صرف "پھر جانا" سے ہی کر دیا ہے یعنی "تم ہو ہی پھرنے والے / ہو ہی تم لوگ پھرنے والے" کی صورت میں ("ہو ہی" لانے کی وجہ اوپر بیان ہوئی ہے) بعض نے "پھر جانا" کی بجائے دوسرے الفاظ کے ساتھ ترجمہ "تم کو دھیان نہیں / تم بے پروا ہو / تم روگردان ہو / تم ہی ہو گردن کش" کی صورت میں کیا ہے۔ صرف ایک آدھ نے "منہ پھیرنے والے" سے ترجمہ کیا ہے جب کہ بعض نے "منہ پھیر کر پھر بیٹھے" کی صورت میں اسم کی بجائے فعل سے ترجمہ کر دیا ہے، جس کی کوئی مجبوری نہیں تھی۔ ایسے موقع پر جملہ اسمیہ جس میں خبر کوئی اسم صفت ہو (جیسے یہاں "تُعْرِضُونَ" کی بجائے خبر "مُعْرِضُونَ" ہے) یہ کسی مستقل عادت کے بیان کے لئے آتا ہے۔ اسی لئے بعض مترجمین نے اس مفہوم کی وضاحت کے لئے ترجمہ ہی "تمہاری تو معمولی عادت ہے اقرار کر کے ہٹ جانا" کی صورت میں کر دیا ہے جو ترجمے کی حدود سے بہر حال تجاوز ہے، چاہے مفہوم درست ہی سہی۔ بہر حال ان ترجموں میں سے بہترین ترجمہ "تم تو ہو ہی پھر جانے والے" ہے جس میں عادت کا مفہوم بھی ہے اور مخاطب ضمیروں کی تکرار کے لئے "ہی" کا باحواہرہ استعمال بھی ہے۔

(جاری ہے)



The spirit of Islamic revivalism and the aspiration to establish the ideal Islamic system, as generated by the Jamaat-e-Islami, has influenced a considerable section of Muslim youth in the Indo-Pakistan subcontinent. Simultaneously, the same spirit — initiated by Hassan Al-Banna when he established the Muslim Brotherhood in 1928 — has been active throughout most of the Arab world. Although the widespread impact produced by these movements is beyond dispute, it must be realized that lack of a unanimous policy in relation to the all important matter of methodology has been responsible for the creation of a number of divisions among them, leading to the formation of various smaller parties and organizations. For example, though the Muslim Brotherhood in Egypt and Jordan has, in general, taken the path of peaceful social and political struggle, some of its dissatisfied offshoots have adopted violent or even terrorist methods for achieving the same objective.

However, such radical organizations, along with the enthusiasm of other non-violent but nevertheless revolutionary groups, have succeeded in bringing the goal of Islamic Resurgence a bit closer to reality — at least in the eyes of the West. The whole phenomenon has produced a sense of shock and alarm among the Western powers and their “Muslim” stooges, despite the fact that the actual achievements of parties like Takfir-wal-Hijra, Al-Jehad, Islamic Tendency Society, Jamaa Islamia, Hizb ut-Tahrir, and Islamic Salvation Front, are as yet far from the establishment of an Islamic state. One can have a number of disagreements with each of these organizations, but it has to be admitted that these movements represent, as a whole, the revivalist aspirations of the Muslim Ummah, and have become a force that has to be recognized at the international level. The role of the revolution in Iran and the rise of Shei’te fundamentalism is also significant in this respect.

To Be Continued



a certain point in its history the Al-Ikhwan Al-Muslimun or the "Muslim Brotherhood" of Egypt had become the focus of all revivalist aspirations due to its unprecedented fervor and influence, the fact remains that the real superiority in this field too -- belongs to the Indian subcontinent.

The first person to invite the Muslims towards the struggle for Islamic revival in the Indian subcontinent was late Abul Kalam Azad (1888-1958), who, during the early part of the present century, called for the establishment of "God's Kingdom" through his pioneering magazines *Al-Hilal* and *Al-Balagh*, and, in order to reach that goal, formed a group known as "*Hizbullah*". His ability to motivate the audience through a unique style of writing and oratory, which was especially prominent during the Khilafat Movement, made him a well-known public figure throughout the subcontinent, and his own sincerity and enthusiasm conquered the hearts of millions of Indian Muslims. If it were not for the opposition and obstructions created by some of the traditional scholars, he would have been selected as the all-powerful *Imamul Hind* during the early '20s. Disillusioned and frustrated by the lukewarm response from the religious establishment, Abul Kalam gave up his mission altogether, and, from then onwards, dedicated his life to the nationalist politics of India, until his death in 1958.

The echoes of his vehement and vociferous clarion call to the Qur'an and Jihad continued to reverberate in the four corners of Muslim India. Like the second runner in a relay race, another unconventional and courageous young man appeared on the scene with the firm resolve to continue the mission that was forsaken by Maulana Abul Kalam. He worked alone for nearly seven years as a journalist, presenting a methodology for the establishment of "God's Kingdom" and the revival of Islam as a complete way of life. He then worked for sometime at "Darul Islam" -- an Islamic research academy created by Chaudhry Niaz Ali Khan, a devotee of Alma Iqbal. He finally laid the foundation of his own party, *Jamaat-e-Islami*, in 1941, and started an organized movement. This young man was, of course, none other than Maulana Sayyad Abul Ala Mawdudi (1903-1979).

influenced by Tablighi Jamaat are, in general, simple folks or those who are untouched by the atheistic and materialistic philosophies of the West, and who already have a dormant inclination towards religious and moral virtue. Despite this limitation, the movement of Tablighi Jamaat certainly occupies an important position within the larger process of Islamic Renaissance, in relation to its effort for the regeneration of faith among the masses.

Islamic Resurgence

We are definitely indebted to the arduous and often unrewarded efforts by our Ulama, as they have succeeded in keeping the structure of traditional beliefs and rituals intact during the extremely unfavorable period of Western colonialism. However, the most significant aspect of the process of our revival concerns an entirely different type of response to the decline of Muslims. The forerunners in the revivalist movement are all those organizations and groups which were created with this very purpose in mind, i.e., to re-awaken the Ummah and to re-establish the domination of Islam. Such groups and parties have categorically rejected the prevalent responses to Westernization — either withdrawing in the shells of tradition, or blindly accepting whatever arrives from the West. Instead, they have emphasized, again and again, that Islam is not merely a collection of dogma, rituals, and customs, as are other religions, but that it is the God-given *Deen*, i.e., a complete way of life encompassing the whole spectrum of human activity, including its social, cultural, legal, economic, and political aspects. And, most importantly, like all other ways of life, Islam demands its complete and total ascendancy, and the struggle to establish that ascendancy is the duty of every Muslim.

For a number of centuries, India and Egypt have held the distinction of being the two most prominent centers of culture and learning in the Muslim world. It is hardly surprising, therefore, that the two major revivalist movements of the twentieth century — *Jamaat-e-Islami* and *Al-Ikhwān Al-Muslimun* — rose from the Indian subcontinent and Egypt, respectively. Although at

touch with developments in contemporary philosophical, social, and scientific thought. Imam Ghazzali (1058-1111) and Imam Ibn-e-Taimiyyah (1263-1328) were able to defeat the onslaught of Greek Philosophy and Aristotelian Logic only after a careful and deep study of these invading ideas. Similarly, in order to deal with the modern ideologies that are seeking to destroy the foundations of Islamic faith, we need first to clearly discriminate between what is and what is not against the spirit of the Qur'an. Afterwards, we need to refute that part of the invading ideologies which is in opposition to the Qur'anic spirit, and to accept and incorporate the part that is in accordance with its spirit into a new and contemporary interpretation of Islam. Unfortunately, this is not being done by our religious scholars.

The role of the Ulama today, instead of being that of an engine capable of propelling forward the ship of Islam, is actually nothing more than that of a heavy anchor which prevents the ship from drifting away in any wrong direction. Although, under the present circumstances, even this is a commendable and substantial service, the fact remains that this is by no means enough.

Another aspect of the activity of our Ulama that needs correction is their unusually strong emphasis on sectarian matters. A serious stagnation of thought along with dogmatism has set in ever since the practice of *Ijtehad* was done away with. The religious seminaries and Ulama of every sect are therefore spending most of their time and energies in defending and propagating their particular brand of dogma and ritual, often insisting that any variation in such matters is nothing short of apostasy. Such narrow-mindedness has exacerbated the evil of sectarianism and the resulting intolerance among the masses has led to a dangerous militancy.

One very important movement that has originated from the School of *Deoband*, the great theological seminary in India, is that of the "*Tablighi Jamaat*", which has succeeded in causing a massive religious mobilization among the Muslims. *Tablighi Jamaat* has made headway in focusing the attentions of a big section of Muslim population towards the renewal of faith. However, the overwhelming majority of the people being

establish the ascendancy of the politico-socio-economic system of Islam, they are often unaware of even the existence of such a need. Therefore, the services of the Ulama can be seen as a continuation of the efforts of previous reformers of Islam, in that the nature of their efforts — like the services of present-day Ulama — was mainly focused on the *defensive* rather than on the *revivalist*. Our noble ancestors were justified in narrowing down their fields of activity because the cultural and legal system of Islam was still very much intact in those days, and the predominant need of their time was merely to preserve the religious faith in its original form and to defend it against foreign influences. As a result, all our past reformers concentrated their energies in the academic fields, or, at the most, in the moral and spiritual purification of common Muslims. None of them tried to launch any organized political or militant movement, as Prophet Muhammad (Peace be upon him) had set strict restrictions on such a rebellion against Muslim rulers. According to the popular interpretation of some a'hadith, as long as the *Shariah* is being enforced and no flagrant violation of Islam is being committed, it is not considered permissible to revolt even if the rulers are themselves wicked and oppressive. Therefore, as soon as the situation changed, and non-Muslims started to conquer and occupy Muslim territories, the reformist efforts quickly turned into armed struggles. Prominent examples of this phenomenon include the Mujahideen movement of Sayyad Ahmed Shaheed (1786-1831) in India, the Sanussi movement in Libya — started by Sayyad Muhammad Ibn Ali as-Sanussi (1787-1859) — and its struggle against Italian occupation up to 1932, and the Mahdist movement — initiated by Muhammad Ahmad (1844-1885) — that resisted the British invasion in Sudan.

It is obvious that, even today, our orthodox Ulama are following in the footsteps of earlier reformers, who had worked under completely different conditions. In other words, traditional Muslim Ulama have, in general, restricted themselves and their abilities within a rather narrow circle of activity, which is essentially defensive rather than revivalist. Moreover, even the task of defending Islamic doctrines is not being properly done by the Ulama, as they are, more often than not, completely out of

the personality of Allama Iqbal (1877-1938), whose poignant and moving poetry had aroused and invigorated the Indian Muslims from their appalling lassitude and apathy.

Second Dimension

The liberation of Muslim states from the yoke of Western Colonialism was only the first stage in the ongoing process of Islamic revival. We now turn to the second dimension of this process, which is the role of traditional and orthodox religious scholars or *Ulama*. Numerous organizations of these Ulama, belonging to various schools of thought, are actively pursuing the mission of serving Islam and Muslims along the lines of their own particular methodology. In this respect too, the Indian subcontinent enjoys an outstanding and unparalleled superiority, in that the grip of the Ulama over the masses and the popular support for the orthodox Islam in this part of the world is unmatched in the entire Muslim Land. Even the Arabian peninsula, which was dominated by the effects of the reformist movement of Muhammad Ibn Abdul Wahhab (1703-1792) up to the middle of the present century, has now been left too far behind the Indian subcontinent in this regard.

The reason for this phenomenon is not at all difficult to discern. A comprehensive, versatile, and extraordinary figure like Shah Waliyullah of Delhi (1703-1762), is not to be found anywhere else in the Muslim world during the last three hundred years. His gigantic efforts in shifting the focus of Muslims from trivial legalities back to the original sources of Islamic faith and knowledge — the Holy Qur'an and the Hadith — and his restructuring of Islamic thought and philosophy were certainly unparalleled achievements. It was his pioneering work that had led to the enhancement of the respect for religion and religious scholars in the Indian subcontinent.

However, we must keep in mind that the main thrust of the efforts of our Ulama is directed only towards safeguarding and preserving the dogmatic, ritualistic, and institutional structure of Islam. As regards fulfilling the requirements and demands of reviving Islam in the present Westernized milieu, and to re-

Dr. Ahmed Afzaal

LESSONS FROM HISTORY-V

Based on the Urdu Columns By: Dr. Israr Ahmad

In this respect, the Pakistan Movement stands out as a unique and exceptional phenomenon. If the Muslims of the Indian subcontinent were to struggle against the British Raj by forming an alliance with non-Muslims on the basis of Indian Nationalism, then there was certainly enough justification to do so (and this is exactly the principle that was adopted by *Jamiyat Ulama-i-Hind*). However, what actually happened was that the overwhelming majority of Muslims based their political struggle – under the leadership of Muslim League – upon the concept of Muslim Nationhood and the Two-Nation Theory, the basis of which was neither racial or linguistic unity, nor a common homeland, but was founded upon the religious beliefs and heritage of the Muslims. This means that today there is nothing to justify the partition of British India and nothing to legitimize our separate existence except Islam itself. It also means that Pakistan is already a step ahead of all other Muslim states by virtue of her very genesis and *raison d'etre* in Muslim nationhood.

One of the most important factors which caused the Indian Muslims to define and organize themselves in terms of their religion was the prejudice and intolerance of the Hindu majority. Also, the fact that the Hindus had a burning desire to settle their old score with Muslims, and to “avenge their thousand years long humiliation”, was an open secret. The ambition on the part of the Hindus to annihilate the Muslims caused the latter to wake up pretty quickly, and, in this way, the Hindus themselves paved the way for Islamic Renaissance, albeit unwittingly. Moreover, it must be kept in mind that the Indian Muslims already had an unmatched devotion and passion for Islam and the Muslim Ummah, as epitomized by their massive and emotional reaction at the abolition of Caliphate. Last, but not the least, was

سالانہ رپورٹ

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

برائے سال ۱۹۹۵ء



مرتب : محمود عالم میاں (مدیر عمومی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ابتدائیہ

الحمد للہ اس سال مجھے مرکزی انجمن کی سالانہ رپورٹ مرتب کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ جس وقت یہ رپورٹ آپ کی خدمت میں پیش کی جائے گی ہم سب اس وقت مرکزی انجمن کے چوبیسویں (۲۴) سالانہ اجلاس کے لئے جمع ہو چکے ہوں گے۔ میں آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر سے نوازے۔

تحریک رجوع الی القرآن کی اس تحریک کا آغاز تو اب سے تقریباً ۳۱ برس قبل ایک فرد واحد یعنی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے بھروسہ پر تنہا کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کوشش کو شرف قبولیت بخشا اور چوبیس (۲۴) سال قبل مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے نام سے ایک ہیئت اجتماعیہ وجود میں آگئی۔ یہ چوبیسواں سالانہ اجلاس اصل میں اس تحریک رجوع الی القرآن کا چوبیسواں سنگ میل ہے۔ اس عرصہ میں یہ تحریک ایک تناور درخت کی شکل اختیار کر چکی ہے اور اللہ کے فضل و کرم سے خوب برگ و بار لاری ہے۔ لاہور شہر میں قرآن اکیڈمی، قرآن کالج اور قرآن آڈیو ریم کے علاوہ والٹن اور وسن پورہ میں دو نئے سینٹرز کا قیام، ملک کے چھ بڑے بڑے شہروں میں منسلک انجمنوں کے قیام کے علاوہ کراچی اور ملتان میں لاہور ہی کی طرز کی قرآن اکیڈمیز اور قرآن کالجز کا قیام عمل میں آچکا ہے اور باقی چار سینٹرز میں ان کے قیام کی کوشش جاری ہے۔ بلاشبہ رجوع الی القرآن کی اس تحریک کو ممیز صدر مؤسس جناب محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے خطابات اور دروس قرآن کی آڈیو، ویڈیو کیسٹس کے ذریعہ حاصل ہوئی جو اب دنیا کے کونے کونے میں پہنچ چکے ہیں۔ اب

ان میں ایک نئی جہت یعنی انگریزی زبان میں دروس اور خطبات کا اضافہ ہو چکا ہے جن سے اندرون ملک اور بیرون ملک انگریزی دکن طبقہ مستفید ہو رہا ہے۔ ان کیسٹس سے کہاں کہاں اور کیا کیا اثرات مرتب ہوئے اس کا ریکارڈ اللہ تعالیٰ کے ہاں تو یقیناً ہو گا مگر اس دنیا میں اس کا احاطہ کرنا ناممکن ہے۔

موجودہ رپورٹ میں سال ۱۹۸۵ء کے دوران مرکزی انجمن کے تمام شعبہ جات کی کارکردگی پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کے علاوہ ارکان انجمن کے اعداد و شمار اور مالیات سے متعلق آڈٹ شدہ گوشوارے بھی اس رپورٹ میں شامل کئے گئے ہیں۔ فیملک انجمنیں جن کا ذکر اوپر آچکا ہے، ان کی مختصر کارکردگی بھی درج کر دی گئی ہے۔ ایسے حضرات جو مختصر وقت اور ایک نظر میں سب کچھ جان لینا چاہتے ہوں ان کے لئے ۱۹۸۵ء کی سرگرمیوں کا اجمالی خاکہ علیحدہ درج کر دیا گیا ہے۔

انجمن کی نئی ہیئت انتظامیہ جس کی تشکیل ۱۹۸۳ء میں کی گئی تھی، سال ۱۹۸۵ء میں اس کے تمام اجلاس باقاعدگی سے ہوتے رہے۔ اس طرح سال ۱۹۸۵ء میں مجلس شوریٰ کے کل پانچ اجلاس منعقد ہوئے جس میں چار معمول کے اجلاس اور ایک خصوصی اجلاس تھا۔ اس طرح مجلس عالمہ کے کل سات اجلاس منعقد ہوئے کیونکہ جس ماہ شوریٰ کا اجلاس منعقد ہو اس ماہ عالمہ کا اجلاس منعقد نہیں کیا جاتا۔

اس دوران یہ فیصلہ کیا گیا کہ مجلس شوریٰ کے ارکان دو سال کے لئے نہیں بلکہ چار سال کے لئے منتخب ہوں گے لیکن ہر دو سال بعد نصف ارکان شوریٰ کا انتخاب ہوا کرے گا تاکہ مجلس شوریٰ کا تسلسل برقرار رہے۔ اس سال پہلی دفعہ ریٹائر ہونے والے ارکان کا تعین قرعہ اندازی کے ذریعے کیا گیا جن کے لئے ۱۹۸۶ء کے سالانہ اجلاس کے موقع پر انتخاب ہو گا۔

صدر مؤسس کے بعد صدر انجمن کے انتخاب اور غیر تسلی بخش کارکردگی کی صورت میں اخراج کی تفصیل تو سال ۱۹۸۳ء میں ہی طے کر لی گئی تھی لیکن اس ضمن میں بعض جزوی مگر ضروری صراحتوں کے بارے میں فیصلے دوران سال کئے گئے۔ اس طرح الحمد للہ یہ باب اب کھل ہو چکا ہے۔ دوران سال مرکزی انجمن کے ملازمین کی فلاح و بہبود کے لئے C.P. Fund کا نوع کی کوئی دوسری سکیم شروع کرنے کے لئے غور و خوض ہوا، لیکن ابھی کسی حتمی شکل

کے بارے میں فیصلہ نہیں ہو سکا۔

مجلس شوریٰ کے رکن اور ناظم نشر و اشاعت جناب اقدار احمد صاحب ۶ جون ۱۹۹۵ء کو قضائے الہی سے وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی جگہ جناب عاکف سعید صاحب کو ناظم نشر و اشاعت مقرر کیا گیا۔ شوریٰ کے رکن کی حیثیت سے ان کی جگہ جناب ایثار احمد ثروت صاحب کی تقرری عمل میں آئی۔

سال ۱۹۹۵ء قرآن اکیڈمی میں تعمیرات کا سال رہا۔ جامع القرآن کے تہ خانہ (Basement) کو مسجد کے صحن تک بڑھا دیا گیا اور تہ خانہ کی چھت کو مسجد کے main ہال کی سطح کے برابر کر دیا گیا ہے۔ ان شاء اللہ سال ۱۹۹۶ء میں اس پر پختہ چھت تعمیر کر دی جائے گی۔ اس طرح مرکزی انجن کے لئے مزید دفاتر کی ضرورت تہ خانہ (Basement) سے پوری ہو جائے گی، جہاں دفاتر کی تقسیم کے لئے انتظام شروع کر دیا گیا ہے۔ اگر اللہ نے چاہا تو سال ۱۹۹۶ء میں دفاتر تہ خانہ میں منتقل ہو جائیں گے۔ نماز جمعہ اور رمضان المبارک میں تراویح میں دورہ ترجمہ قرآن کے دوران بعض مواقع پر جامع القرآن کا main ہال ناکافی ہونے کی وجہ سے لوگوں کو تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اس طرح صحن پر چھت پڑنے سے لوگوں کو بہت سہولت حاصل ہو جائے گی۔

جامع القرآن کے دوسری طرف سڑک کی جانب تین کمروں پر مشتمل ایک بلاک ہے جسے ایڈمن (ADMIN) بلاک کا نام دیا گیا ہے۔ صدر مونس کے حکم پر ہنگامی بنیادوں پر اس کی دوسری منزل تعمیر کر دی گئی۔ ماڈل ٹاؤن سوسائٹی سے اجازت نہ ہونے کی وجہ سے کچھ عرصہ کام رکا رہا لیکن بعد میں الحمد للہ یہ اجازت حاصل ہو گئی۔ اس اوپر کی منزل تک رسائی کے لئے قرآن اکیڈمی کے رہائشی بلاک کو ایک پل کے ذریعے اوپر کی منزل سے ملا دیا گیا ہے جو اس میں داخلہ کا واحد راستہ ہے۔ سال ۱۹۹۵ء کے اختتام تک تعمیرات کی مد میں تقریباً دس لاکھ روپے خرچ ہو چکے تھے، مزید سات آٹھ لاکھ روپے کے اخراجات کا تخمینہ ہے۔

سال ۱۹۹۵ء کے دوران مختلف شعبہ جات کی کارکردگی کا اجمالی خاکہ اور تفصیل آگے درج کر دی گئی ہیں، لیکن اختتام سے پہلے میں چاہتا ہوں کہ ان تمام حضرات کا تہ دل سے شکریہ ادا کروں جو اس تحریک رجوع الی القرآن کے فروغ اور اس کی نشر و اشاعت میں کسی درجے میں بھی

ان میں سرفہرست اور اس تحریک کے روح رواں تو محترم صدر مؤسس جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب ہیں جنہوں نے یہ پود لگایا اور پھر اپنی دن رات کی محنت شاقہ سے اس پودے کو سینچا جس کے نتیجے میں اب یہ ایک مٹھردرخت کی شکل میں ہمارے سامنے ہے۔ ان کا اجر تو اللہ تعالیٰ کے ہاں محفوظ ہے لیکن اس عالم اسباب میں نتیجہ ان کے لئے صحت کی خرابی اور مختلف عوارض کی شکل میں ظاہر ہوا۔

اسی طرح مرکزی انجمن کے ناظم اعلیٰ جناب سراج الحق سید صاحب شکرینے کے مستحق ہیں جو گزشتہ چھ سال سے اپنی پیرانہ سالی اور گوناگوں عوارض کے باوجود انجمن کے مشن کو آگے بڑھانے اور مرکزی انجمن کے انتظامی معاملات کو جدید بنیادوں پر استوار کرنے اور چلانے کے لئے انتہائی جوش اور جذبہ کے ساتھ سرگرم عمل رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کا بہت بہتر اجر عطا فرمائے۔

مزید برآں مجلس شوریٰ کے معزز ارکان اور مجلس عاملہ کے محترم ناظمین کا شکر یہ بھی مجھ پر واجب ہے کہ وہ اپنا وقت اور توانائیاں انجمن کے مشن کے لئے صرف کر رہے ہیں۔ تمام ارکان انجمن اور ایسے تمام حضرات بھی جو انجمن کے لئے مالی انفاق کرتے ہیں، ہمارے لئے اپنے دل میں اچھے جذبات رکھتے ہیں، ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں، دلی شکر یہ کے مستحق ہیں۔ اس کے علاوہ تمام ملازمین انجمن بھی شکر یہ کے مستحق ہیں جو اپنی ذمہ داریاں گہرے احساس فرض کے ساتھ ادا کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں ان سب کا اجر محفوظ ہے اور دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کو بہتر سے بہتر جزا عطا فرمائے۔

محمود عالم میاں

مدیر عمومی

سال ۱۹۹۵ء کی سرگرمیاں

اجملی خاکہ

گزشتہ سال کی طرح اس سال بھی ان احباب کے لئے جو پوری سالانہ رپورٹ پڑھنے کا وقت یا میلان طبع نہیں رکھتے، مختصر چند صفحات میں انجمن کی سرگرمیوں کا اجمالی خاکہ علیحدہ درج کر دیا ہے۔ اگر تفصیل درکار ہو تو متعلقہ شعبہ کے ذیل میں دیکھی جاسکتی ہے۔

☆ سال ۱۹۹۳ء میں مجلس شورئہ کے قیام کا فیصلہ کر لیا گیا تھا اور انجمن کے سالانہ اجلاس منعقدہ ۲۳ / مارچ ۱۹۹۳ء کو اس کا انتخاب بھی ہو گیا تھا۔ گزشتہ فیصلہ کے مطابق یہ انتخاب دو سال کے لئے تھا لیکن بعد میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ مجلس شورئہ کے ۲۵ ارکان چار سال کے لئے منتخب ہو کریں گے، لیکن ہر دو سال بعد نصف ارکان شورئہ کا انتخاب ہو کرے گا۔ پہلی دفعہ رٹائر ہونے والے نصف ارکان کا تعین قرعہ اندازی کے ذریعے کیا گیا، جن کے لئے انتخاب سال ۱۹۹۶ء کے سالانہ اجلاس کے موقع پر ہو گا۔ صدر کے انتخاب کے بارے میں کچھ جزوی صراحتیں طے کی گئیں۔ مکتبہ کے ملازمین کی E.O.B.I کے تحت رجسٹریشن کی گئی اور تمام ملازمین انجمن کے لئے جی پی فنڈ سکیم شروع کرنے کا معاملہ زیر غور آیا۔

☆ دوران سال محسنین، مستقل ارکان اور عام ارکان کی نوع میں باترتیب ۴۵، ۳۰ اور ۳۰ کا اضافہ ہوا۔ دسمبر ۱۹۹۵ء کے اختتام پر یہ تعداد باترتیب ۳۱۸، ۱۶ اور ۲۳ تھی۔

☆ اکیڈمک ونگ نے دوران سال ۶ نئی کتابیں شائع کیں۔ پہلے سے موجود چار کتابوں کے نظر ثانی شدہ ایڈیشن نئی آب و تاب کے ساتھ شائع کئے۔ پہلے سے موجود ۲۱ کتابوں کے محض اغلاط کی درستگی کے بعد نئے ایڈیشن شائع کئے گئے۔ اس کے علاوہ ماہنامہ 'میشاق' حکمت قرآن اور ہفت روزہ ندائے خلافت کی اشاعت بھی جاری رہی۔

مرکزی لائبریری میں دوران سال ۱۹۶ کتب کا اضافہ ہوا۔ اس طرح اب یہ تعداد ۵۸۸۷ ہو گئی۔ ۱۳۰ ہفتہ وار اور ماہوار رسائل و جرائد باقاعدگی سے موصول ہوتے

رہے۔ روزانہ ۱۵ اخبارات (تین اردو اور دو انگریزی) خریدے گئے۔

جامع القرآن قرآن اکیڈمی میں گزشتہ بارہ برسوں کی طرح ۱۹۹۵ء میں بھی ماہ رمضان المبارک میں دورہ ترجمہ قرآن کا پروگرام منعقد ہوا۔ اس دفعہ اس ذمہ داری کو ادا کرنے کی سعادت مختار حسین فاروقی صاحب کو حاصل ہوئی۔ جامع القرآن میں شعبہ حفظ اور ناظرہ کا سلسلہ بھی قائم رہا۔ اس سال ۲۰ طلباء نے حفظ کی تکمیل کی۔ سب سے کم عرصہ میں حفظ حافظ محسن محمود نے ساڑھے نو ماہ کی قلیل مدت میں کیا۔ انجمن کے شعبہ حفظ کی بے مثال کارکردگی کی وجہ سے داخلوں کا دباؤ بہت زیادہ رہا اور اس سال بھی ہمیں حفظ کے لئے داخلے بند کرنے پڑے۔

☆ مکتبہ جو انجمن کی دعوت کی اشاعت کا مرکز ہے صدر مؤسس کے دروس قرآن اور خطابت کے آڈیو/وڈیو کیسٹس، ان کی تصنیفات و تالیفات اور انجمن کے جرائد کی بروقت دستیابی اور سپلائی کا ذمہ دار ہے۔ الحمد للہ ۱۹۹۵ء میں مکتبہ کی کارکردگی بہت بہتر رہی۔ کتب کی مجموعی فروخت - ۲,۹۸۶/۴ روپے ہوئی۔ آڈیو اور وڈیو کیسٹس بالترتیب ۲۱۵۱۳ اور ۴۳/۱۳ فروخت ہوئیں۔

☆ خط و کتابت کو رسز، قرآن حکیم کی فکری و عملی رہنمائی اور ابتدائی گرامر حصہ اول اور دوم کے شرکاء کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ اول الذکر کورس کے شرکاء کی تعداد ۱۹۴۰ اور مؤخر الذکر کے شرکاء کی تعداد ۱۱۵۹ تک پہنچ چکی ہے۔ اس طرح ۱۹۹۳ء کے مقابلہ میں اضافہ ۲۲.۶ فیصد اور ۱۱ فیصد رہا۔

☆ شعبہ سمع و بصر نے دروس قرآن کی ریکارڈنگ اور آڈیو وڈیو کیسٹ کی کاپیاں تیار کرنے کا معمول کا کام خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ اس کے علاوہ مرکزی انجمن خدام القرآن کی دستاویزی فلم بنائی گئی جس کی ریکارڈنگ، ڈبنگ اور ایڈیٹنگ اسی شعبہ میں ہوئی۔ شعبہ کو World System Converter اور ایک SUPER VHS کیمرہ مہیا کیا گیا جو اپنے result کے اعتبار سے پہلے سے بہت بہتر ہے۔

☆ قرآن کالج میں F.A اور B.A تک کی کلاسوں میں معمول کی تدریس جاری رہی۔ گزشتہ سال طلباء کی تعداد اور نتائج کے اعتبار سے بہت اچھا رہا۔ ایف اے کے بورڈ کے امتحان

میں شرکت کرنے والے طلبہ کا نتیجہ ۹۲.۳۵ فیصد رہا۔ ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس میں داخلے بہت امید افزا رہے۔ اس کورس میں ۳۵ مرد اور ۱۳ خواتین نے حصہ لیا۔ اس کورس میں شرکت کے لئے دو فیملیز (Families) اور ایک خاتون امریکہ سے بھی تشریف لائی ہیں۔ اس طرح قرآن کالج میں طلبہ کی تعداد ۱۵۸ رہی۔ اس کے علاوہ حسب معمول میٹرک اور انٹرمیڈیٹ کے امتحانات سے فارغ التحصیل طلبہ کے لئے اسلامک جنرل ٹیچ ورکشاپ کا اہتمام کیا گیا۔ اس میں ۳۸ طلبہ نے حصہ لیا۔ کالج کی لائبریری میں ۲۰ کتب اور سٹاف میں ۱۴ اساتذہ کا اضافہ ہوا۔

☆ قرآن کالج ہاسٹل میں چند سالوں سے طلبہ کی تعداد گنجائش سے زیادہ چلی آ رہی ہے۔ بہر حال تمام خواہشمند طلبہ کو ہاسٹل میں جگہ مہیا کی گئی اور اس دفعہ یہ تعداد ۱۰۰ رہی۔ قیام و طعام اور صحت مند تفریح کی سہولتوں کے علاوہ اخلاقی اور دینی تربیت کے پروگرامز یہاں کی وجہ امتیاز ہیں۔ نماز پنج وقتہ کا باجماعت التزام، تلاوت قرآن پاک کی پابندی، تذکیری اجتماعات کا انعقاد، وقتاً فوقتاً نقلی روزوں کا اہتمام اس تربیتی پروگرام کے اہم اجزاء ہیں۔ اس کے علاوہ صدر مؤسس یا ان کے رفیق کارڈاکٹر عبدالسیح صاحب ہر ہفتہ درس قرآن دیتے ہیں۔

قرآن کالج کے دو اساتذہ بطور ہاسٹل وارڈن اور اسٹنٹ وارڈن ساتھ ہی رہائش پذیر ہیں جو نگرانی اور دیکھ بھال کے لئے موجود رہتے ہیں۔

☆ شعبہ انگریزی کی ضرورت کافی عرصہ سے قرآن اکیڈمی میں محسوس کی جا رہی تھی۔ الحمد للہ سال ۱۹۹۵ء میں اس کا قیام عمل میں آچکا ہے۔ ایک سہ ماہی میگزین The Quranic Horizons کے اجرا کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

☆ بزم ہائے خدام القرآن کا قیام ۱۹۹۳ء میں عمل میں آیا تھا اور ساتھ ہی دستور بھی مرتب کر لیا گیا تھا۔ سال ۱۹۹۵ء میں ان کی سرگرمیاں رمضان المبارک کے دوران دورہ ترجمہ قرآن، عربی کلاسز کے اجراء اور دروس قرآن کی شکل میں جاری رہیں۔ ترجمہ قرآن کو پورے پاکستان میں پھیلانے کے لئے ایک پروگرام شروع کر دیا گیا ہے۔ رمضان المبارک کے دوران مختلف کتابچوں کے علاوہ ”مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق“

محمد اللہ دس ہزار کی تعداد میں تقسیم کئے گئے۔

☆ شعبہ ایڈمن اپنی معمول کی دفتری ذمہ داریوں کے علاوہ اراکین انجمن سے باقاعدہ رابطہ رکھتا ہے۔ انجمن کی ضروریات کے لئے گورنمنٹ، سیسی گورنمنٹ اور پرائیویٹ اداروں سے مسلسل رابطہ رکھتا ہے۔ اس طرح گزشتہ سال اس نے اپنے فرائض بڑی تندہی سے انجام دیئے۔

☆ اکاؤنٹس اور شعبہ کیش: کل تین افراد پر مشتمل یہ سیکشن کیش کی وصولی، پیٹری کیش کا حساب، بینک میں رقوم جمع کرنے اور نکلوانے، ماہانہ اور سالانہ فائنل اکاؤنٹس بنانے، ان کا Internal اور بروقت External آڈٹ کرانے کا کام احسن طریقہ سے انجام دے رہا ہے۔

☆ جامع القرآن کے نیچے یہ خانہ کو وسعت دینے کی ضرورت کافی عرصہ سے محسوس کی جا رہی تھی۔ ایک تو انجمن کو مزید دفاتر کے لئے جگہ درکار تھی، دوسرے جامع القرآن کا main ہال جو بعض مواقع پر ناکافی ہوتا تھا اس کی توسیع درکار تھی۔ الحمد للہ سال ۹۵ء میں اس پروگرام کا Civil work مکمل ہو گیا ہے۔ اور اب دفاتر کی تقسیم کے لئے لکڑی کا کام جاری ہے۔ ان شاء اللہ العزیز ۹۶ء میں دفاتر یہ خانہ میں منتقل ہو جائیں گے۔

سکول کالجوں کے طلبہ و طالبات کے لئے ایک عمدہ تحفہ

ایف اور بی اے میں اسلامیات کے نصاب میں شامل

پانچ سورتیں

الفاتحہ، النور، لقمان، الاحزاب، الحجرات

مع لفظی اور سلیس ترجمہ، از: حافظ نذر احمد صاحب

کچا کتابی صورت میں دستیاب ہیں

شاہنواز پبلشرز: مسلم اکادمی، ۲۹/۱۷، محمد نگر، لاہور

۱۹۹۵ء میں ارکانِ انجمن کی تعداد اور ۱۹۹۳ء سے تقابل

نوع	تعداد دسمبر ۱۹۹۳ء	۱۹۹۵ء کے دوران اضافہ	تعداد دسمبر ۱۹۹۵ء
حلقہ مؤتسین و محسنین	313	5	318
حلقہ مستقل ارکان	163	4	167
حلقہ عام ارکان	684	40	724
کل تعداد	1160	49	1209

بیرون ملک کے ارکان کی تعداد جو مندرجہ بالا تعداد میں شامل ہے۔

نوع	تعداد دسمبر ۱۹۹۳ء	۱۹۹۵ء کے دوران اضافہ	تعداد دسمبر ۱۹۹۵ء
حلقہ مؤتسین و محسنین	70	2	72
حلقہ مستقل ارکان	36	3	39
حلقہ عام ارکان	163	15	178
کل تعداد	269	20	289



شعبہ جات کی کارکردگی کا تفصیلی جائزہ

○ اکیڈمک ونگ (ACADEMIC WING)

قرآن اکیڈمی کا اکیڈمک ونگ چار ذیلی شعبوں پر مشتمل ہے :

(i) شعبہ تصنیف و تالیف اور ترتیب و تسوید

(ii) شعبہ کتابت و طباعت بشمول کمپیوٹر کمپوزنگ

(iii) قرآن اکیڈمی لائبریری

(iv) شعبہ حفظ قرآن و ناظرہ

تاہم اوآخر سال میں شعبہ حفظ قرآن ایڈمن بلاک کی تحویل میں دے دیا گیا اور مدیر

عمومی اس کے انچارج قرار پائے۔

(i) شعبہ تصنیف و تالیف اور ترتیب و تسوید

○ اس شعبے کے زیر انتظام سال ۱۹۹۵ء کے دوران بھی سال گزشتہ کے مانند ہر ماہ چار

جرائد قریباً باقاعدگی سے شائع ہوتے رہے۔ یعنی ماہنامہ ”میشاق“ اور ماہنامہ ”حکمت قرآن“

کے علاوہ ”ندائے خلافت“ کے دو شمارے۔ تاہم بعض مواقع پر ان میں سے کوئی پرچہ بوجہ

بمدقت شائع نہ ہو سکا تو اس کا دو شماروں کے قائم مقام مشترکہ شمارہ شائع کیا گیا۔ چنانچہ مدیر شعبہ

کی پاکستان سے ڈیڑھ ماہ کی غیر حاضری کے دوران ماہنامہ ”میشاق“ اور ”حکمت قرآن“ کے

فروری مارچ ۹۵ء کے مشترکہ شمارے شائع ہوئے۔ اس طرح دوران سال ”میشاق“ کے ۱۲ کے

بجائے ۱۱ شمارے منظر عام پر آئے، جبکہ ماہنامہ ”حکمت قرآن“ کا ستمبر اکتوبر ۹۵ء کا بھی مشترکہ

شمارہ شائع ہوا اور اس طرح اس کے ۱۲ کے بجائے ۱۰ شمارے اشاعت پذیر ہوئے۔ ہفت روزہ

”ندائے خلافت“ جو عملاً پندرہ روزہ ہے، حسب سابق ہر دوسرے منگل کو شائع ہوتا رہا۔

دوران سال اس کے مدیر جناب اقتدار احمد کی شدید علالت اور پھر رحلت کے باعث اس کی

اشاعت میں تقریباً ساڑھے تین ماہ کا تعطل رہا۔ چنانچہ اس کے آٹھ شمارے شائع نہیں ہو سکے اور اس طرح سال بھر میں اس کے ۲۶ کے بجائے ۱۸ شمارے اشاعت پذیر ہوئے۔

○ شعبہ تصنیف و تالیف صرف تین افراد پر مشتمل ہے جو مذکورہ بالا تین جرائد کی ادارتی ذمہ داریوں کے علاوہ شعبہ کی دیگر جملہ ذمہ داریاں بھی بحسن و خوبی انجام دے رہے ہیں۔ یہ شعبہ مرکزی انجمن کی جملہ کتب (نئی یا پرانی) کی تیاری اور ان کی اشاعت و طباعت کا بھی ذمہ دار ہے۔ چنانچہ نئی کتابوں کو مرتب کرنا اور پرانی کتب کے لئے نئے ایڈیشنز کی اشاعت سے پہلے ان کی تصحیح کرنا یا اگر ضرورت محسوس ہو تو ان پر نظر ثانی کے بعد ان کو از سر نو ایڈٹ کر کے نئی کتابت یا کمپیوٹر کمپوزنگ کروانا اسی شعبے کی ذمہ داری ہے۔

○ شعبہ تصنیف و تالیف اور ترتیب و تسوید کے زیر انتظام ۱۹۹۵ء کے دوران مندرجہ ذیل نئی کتابیں اور کتابچے شائع کئے گئے :

۱۔ علامہ اقبال اور ہم (اس عنوان سے اگرچہ محترم ڈاکٹر صاحب کے ایک خطاب پر مشتمل ۴۰ صفحات کا ایک کتابچہ پہلے سے موجود تھا جو ایک عرصے سے آؤٹ آف پرنٹ تھا، تاہم اب اس پر نظر ثانی کے بعد بعض دیگر مضامین کے ساتھ ۱۲۸ صفحات پر مشتمل کتاب شائع کی گئی۔)

۲۔ اطاعت کا قرآنی تصور

۳۔ تنظیم اسلامی کی دعوت

۴۔ عیسائیت اور اسلام

۵۔ To Christians with Love

۶۔ مشیل عیسیٰ، علی مرتضیٰ

۷۔ صفحہ ۹۵ء (کلچ میگزین)

۸۔ سالانہ رپورٹ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

○ پہلے سے موجود کتابیں جن کے نظر ثانی شدہ ایڈیشن دوران سال نئی آب و تاب کے ساتھ شائع کئے گئے، یعنی انیس از سر نو ایڈٹ کر کے، نئی کتابت / کمپوزنگ اور نئے گٹ اپ کے ساتھ شائع کیا گیا، ان کے نام درج ذیل ہیں :

۱ - معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۲ - دستور انجمن

۳ - پراپکٹس قرآن کالج

۴ - فرست کیسٹس و کتب (دو ایڈیشن)

○ مکتبہ میں پہلے سے موجود کتابوں کے نئے ایڈیشنز کی طباعت کے لحاظ سے بھی یہ سال گزشتہ سال کی طرح بھرپور رہا۔ ۲۱ کتابوں کے نئے ایڈیشنز شائع کئے گئے، جن میں جہاں ضرورت محسوس ہوئی، اغلاط کی تصحیح بھی کی گئی۔ مذکورہ کتابوں میں سے ۴ کتابوں کے دوران سال دو ایڈیشن طبع ہوئے۔ ان تمام کتابوں کے نام اور ان کے ایڈیشن نمبرز ذیل میں دیئے جا رہے ہیں۔

(تیسرا + چوتھا)

۱ - عظمتِ صیام و قیام رمضان

(سترہواں + اٹھارہواں)

۲ - مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق

(نواں)

۳ - دینی فرائض کا جامع تصور

(نواں)

۴ - اسلام کی نشاۃ ثانیہ - کرنے کا اصل کام

(چودھواں + پندرہواں)

۵ - نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں

(نواں)

۶ - عظمتِ صوم

(نواں)

۷ - مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب

(بانچواں + چھٹا)

۸ - آسان عربی گرامر (حصہ اول)

(ساتواں)

۹ - شلوی بیاہ کے ضمن میں ایک اصلاحی تحریک

(بانچواں)

۱۰ - منہج انقلابِ نبوی ﷺ

(نواں)

۱۱ - قرآن حکیم اور ہماری ذمہ داریاں

(تیسرا)

۱۲ - آسان عربی گرامر (حصہ دوم)

(ساتواں)

۱۳ - ترتیل القرآن

(چوتھا)

۱۴ - استحکام پاکستان اور مسئلہ سندھ

(دوسرا)

۱۵ - بزرگ عظیم پاک و ہند میں اسلام کے انقلابی فکری تجدید و تعمیل

- ۱۶ - راہِ نجات: سورۃ العصر کی روشنی میں (مختصر)
 (چودھواں)
- ۱۷ - رسولِ کامل ﷺ
 (ساتواں)
- ۱۸ - اسلام میں عورت کا مقام
 (چھٹا)
- ۱۹ - امتِ مسلمہ کے لئے سہ نکاتی لائحہ عمل
 (دوسرا)
- ۲۰ - The Way to Salvation.....
 (پانچواں)
- ۲۱ - The Obligations Muslims Owe to the Quran
 (ساتواں)

(ii) شعبہ کتابت و طباعت

شعبہ کتابت و طباعت (بشمول کمپیوٹر کمپوزنگ) کے تحت مرکزی انجمن کے زیر اہتمام شائع ہونے والے تمام رسائل و جرائد، کتب اور ہینڈ بکس وغیرہ کے علاوہ اخباری و غیر اخباری اشتہارات، پوسٹرز، شیٹری اور سرکلرز وغیرہ کی تیاری اور طباعت کا انتظام کیا جاتا ہے۔ اس ضمن میں کتابت / کمپوزنگ اور کاپی سٹنگ کی حد تک تمام کام اکیڈمی ہی میں ہوتا ہے اور اس کے لئے یہاں مناسب انتظامات اور سہولتیں موجود ہیں۔ تاہم طباعت (printing) کا تمام کام بازار سے کرایا جاتا ہے۔ اس ضمن میں ایک سے زائد پرنٹنگ پریسوں سے رابطہ رکھا جاتا ہے تاکہ طباعت کے کسی کام میں تاخیر نہ ہو۔ مرکزی انجمن کے علاوہ بعض ذیلی / منسلک انجمنوں، بزم ہائے خدام القرآن، تنظیم اسلامی اور تحریک خلافت سے متعلق بیشتر طباعتی مواد کی کتابت و طباعت کا کام بھی بہت حد تک یہی شعبہ سرانجام دیتا ہے۔

شعبہ کے پاس تمام امور کی انجام دہی کے لئے تجربہ کار اور مستعد شائف موجود ہے۔ اس کے علاوہ شعبہ کے پاس تین کمپیوٹر اور ایک "HP 4Plus" لیزر پرنٹر موجود ہے۔ کمپیوٹرز میں انگریزی کے مختلف پروگراموں کے علاوہ عربی کمپوزنگ کا جدید ترین پروگرام اور "سقراط اردو ٹائپ سٹنگ پروگرام" موجود ہے۔

(iii) قرآن اکیڈمی لائبریری

جامع القرآن کے نیچے خانے (basement) میں قائم قرآن اکیڈمی لائبریری کو مرکزی

انجمن خدام القرآن لاہور کی مرکزی لائبریری کی حیثیت حاصل ہے۔ اس لائبریری کا بنیادی اثاثہ صدر مؤسس محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب اور ڈاکٹر شیر بہادر خان پتی مرحوم کی طرف سے عطیہ کردہ کتب پر مشتمل تھا۔ تاہم بعد ازاں ذخیرہ کتب میں بتدریج اضافہ ہوتا رہا۔

کتب : ۱۹۹۵ء کے آغاز میں لائبریری کے داخلہ رجسٹر (Accession Register) کے مطابق لائبریری میں موجود کتابوں کی کل تعداد ۵۶۹۱ تھی، جبکہ سال کے اختتام پر یہ تعداد ۵۸۸۷ ہو چکی تھی۔ اس طرح دوران سال ۱۹۶ کتب کا اضافہ ہوا۔ جن میں سے ۷۸ کتب عطیہ کے طور پر موصول ہوئیں جبکہ ۱۱۸ کتب قیثاً خریدی گئیں، جن کی مالیت قریباً دس ہزار روپے ہے۔ خریدی جانے والی کتب میں خاص طور سے قابل ذکر مسند امام احمد بن حنبلؒ کا ۹ جلدوں پر مشتمل سیٹ ہے، جو لائبریری کے ذخیرہ کتب میں یقیناً ایک گرانقدر علمی اضافہ ہے دوران سال کتابوں کی درجہ بندی (Classification) اور کیٹلاگنگ (Cataloguing) کا کام اطمینان بخش طور سے جاری رہا۔

اجرائے کتب : دوران سال لائبریری سے قریباً ۹۰۰ کتب کا اجراء عمل میں آیا۔ اس کے علاوہ ایک کثیر تعداد میں رکن اور غیر رکن حضرات نے لائبریری میں موجود رہتے ہوئے کتابوں اور جرائد سے استفادہ کیا۔

رسائل و جرائد اور اخبارات : سال گزشتہ کی طرح سال ۱۹۹۵ء کے دوران بھی قریباً ۱۳۰ ہفتہ وار اور ماہوار رسائل و جرائد باقاعدگی سے موصول ہوئے۔

لائبریری کے لئے روزانہ ۵ اخبارات (تین اردو اور دو انگریزی) باقاعدگی سے خریدے جاتے ہیں۔ دوران سال ایک مزید انگریزی اخبار (The News) کا اضافہ عمل میں لایا گیا۔ محترم صدر مؤسس کے خطاب جمعہ کی کوریج ملاحظہ کرنے کے لئے ہفتہ کے روز چار اخبارات مزید لئے جاتے ہیں۔

اخباری تراشوں کی فائلنگ : لائبریری میں موصول ہونے والے اخبارات کو بلااستیعاب دیکھ کر ان میں شائع ہونے والے ایسے

آرٹیکلز اور خبریں جو محترم صدر مؤسس سے متعلق ہوں، نشان زد کردی جاتی ہیں اور انہیں کٹ کر فائلوں میں محفوظ کر لیا جاتا ہے۔

(iv) جامع القرآن اور شعبہ حفظ قرآن و ناظرہ

قرآن اکیڈمی کی جامع مسجد، جامع القرآن میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے گزشتہ بارہ برسوں سے ماہ رمضان المبارک کے دوران نماز تراویح کے ساتھ دورہ ترجمہ قرآن کا پروگرام باقاعدگی سے ہوتا ہے۔ ۱۹۹۵ء کے ماہ رمضان المبارک میں دورہ ترجمہ قرآن کی ذمہ داری محترم مختار حسین فاروقی صاحب نے انجام دی۔

جامع القرآن میں نماز فجر کے متعلق بعد ہفتے میں تین دن درس قرآن اور تین دن درس حدیث کا معمول باقاعدگی سے جاری رہا۔

جامع القرآن ہی میں قائم قرآن اکیڈمی کے شعبہ حفظ کی کارکردگی حسب معمول نہایت عمدہ رہی، جسے اب ایک روایت کا درجہ حاصل ہو چکا ہے۔ جنوری سے دسمبر تک ۲۰ طلبہ نے حفظ قرآن کی تکمیل کی۔ دوران سال سب سے کم عرصہ میں حفظ قرآن کی تکمیل کرنے والے طالب علم حافظ محسن محمود ولد محمود عالم میاں صاحب تھے، جنہوں نے ساڑھے نو ماہ کی قلیل مدت میں حفظ قرآن مکمل کیا۔ اس ضمن میں موصوف کے بھائی حافظ منعم محمود قریبا دس ماہ میں حفظ قرآن کی تکمیل کر کے دوسرے نمبر پر رہے۔ تکمیل حفظ قرآن کی اوسط مدت قریباً ڈیڑھ سال رہی۔

۱۹۹۵ء میں قریباً ۴۴ طلبہ کو داخلہ دیا گیا اور محدود انتظامات کے باعث اس سال بھی گزشتہ سال کی طرح حفظ کے لئے داخلے بند کرنے پڑے۔ دوران سال شعبہ حفظ قرآن میں طلبہ کی زیادہ سے زیادہ تعداد ۱۷ اور کم سے کم تعداد ۴۶ رہی۔ ہاسٹل میں مقیم طلبہ کی تعداد ۱۳ تا ۲۰ رہی۔

شعبہ حفظ کے علاوہ، جامع القرآن میں عصر تا مغرب تاظرہ کلاس بھی ہوتی ہے، جس سے قرآن اکیڈمی میں مقیم گھرانوں اور گرد و نواح میں رہائش پذیر لوگوں کے بچے استفادہ کرتے ہیں۔ درجہ تاظرہ کے طلبہ و طالبات کی تعداد دوران سال ۲۵ تا ۳۵ رہی۔

○ مکتبہ

مکتبہ 'انجمن کی دعوت رجوع الی القرآن کا مرکز ہے۔ حسب سابق یہ دعوت ۱۹۹۵ء میں بھی اندرون ملک کے علاوہ بیرون ملک مشرقی اور مغربی ممالک میں پہنچائی گئی۔ انجمن کی دعوت رجوع الی القرآن کا موثر ذریعہ انجمن کی کتب، آڈیو اور ویڈیو کیسٹیں اور جرائد ہیں۔ چنانچہ کتب اور کیسٹوں کا مناسب تعداد میں شاک موجود رکھنا اور ان کی مانگ کی بروقت تکمیل نیز خریداروں کو جرائد کی بروقت ترسیل مکتبہ کی ذمہ داری ہے۔

کتب : کتب کی فروخت کے لحاظ سے بفضلہ تعالیٰ ۱۹۹۴ء کی طرح ۱۹۹۵ء بھی اچھا سال ثابت ہوا۔ چنانچہ ۱۹۹۵ء میں کتب کی مجموعی فروخت - ۳۷۲,۹۸۶/ روپے ہوئی، جبکہ گزشتہ سال میں یہ فروخت - ۳۷۶,۵۳۶/ روپے تھی۔ گویا اس سال کی فروخت گزشتہ سال کے مقابلے میں صرف ۶۷۵ فی صد کم رہی۔

آڈیو کیسٹ : سال ۱۹۹۵ء کے دوران مکتبہ نے ۲۱۵۱۳ آڈیو کیسٹ فروخت کیں جبکہ سال ۱۹۹۴ء میں یہ تعداد ۲۳۰۱۳ تھی جو گزشتہ سال کے مقابلے میں ۶۷۵ فی صد کم رہی۔

ویڈیو کیسٹ : سال ۱۹۹۵ء کے دوران ویڈیو کیسٹوں کی تعداد فروخت ۱۳۷۴ رہی، جبکہ گزشتہ سال یہ تعداد ۲۳۰۸ تھی۔ اس طرح اس سال یہ تعداد قریباً ۳۹ فی صد کم رہی، جس کی وجہ سے گزشتہ سال میں محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے تازہ دورہ ترجمہ قرآن ۱۹۹۴ء کی غیر معمولی مانگ تھی۔

جرائد : ۱۹۹۵ء کے دوران بھی حسب سابق مکتبہ سے مندرجہ ذیل جرائد کی اشاعت جاری رہی۔

○ ماہنامہ میثاق ○ ماہنامہ حکمت قرآن ○ ہفت روزہ ندائے خلافت
ہفت روزہ ندائے خلافت اگرچہ قانوناً تو ہفت روزہ ہی ہے مگر عملاً اس کے دو شمارے تو ہر ماہ باقاعدہ جریدے کی صورت میں ہر پندرہ روز بعد شائع ہوتے ہیں، جبکہ بقیہ دو شمارے پندرہ دن بعد ایک خبرنامے کی صورت میں شائع کئے جاتے ہیں۔

لابیریوں : انجمن کی دعوت رجوع الی القرآن کا ایک موثر ذریعہ انجمن کی لابیریوں ہیں۔ سال ۱۹۹۵ء کے دوران ایک لابیری قرآن اکیڈمی کے باہر لپ سڑک قائم رہی، لیکن اس طرف احباب کی خاطر خواہ توجہ نہ ہونے کے سبب اسے سال کے آخر میں ختم کر دیا گیا۔ دوسری لابیری و سن پورہ میں قائم ہے۔ ایک اور لابیری مسجد خدام القرآن اکیڈمی روڈ والٹن میں قائم ہے، جو تنظیم اسلامی لاہور چھاؤنی کے زیر انتظام کام کر رہی ہے۔ اس لابیری کے لئے جگہ کی سمولت مرکزی انجمن نے فراہم کی ہے۔

مذکورہ بالا لابیریوں میں ڈاکٹر اسرار احمد کی تصانیف کے علاوہ ان کی آڈیو کیسٹیں بھی سماعت کے لئے موجود ہیں۔

انجمن کی کتب کی فروخت کے لئے ایک ذیلی مرکز (Sale Point) مرکزی دفتر تنظیم اسلامی، A-67 علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو میں بھی قائم ہے۔ ابلاغ کا ایک ذریعہ وہ اشال بھی ہیں جو ہر جمعہ کو مسجد دار السلام، باغ جناح میں لگائے جاتے ہیں۔ اسی طرح کے اشال ہر خصوصی اجتماع کے موقع پر لگائے جاتے ہیں۔

○ خط و کتابت کورسز

۱۔ شعبے کا اجراء

ایسے طلبہ و طالبات اور خواتین و حضرات کے لئے جو ملک سے یا لاہور سے باہر ہیں یا جن کے لئے کسی وجہ سے قرآن کالج/قرآن اکیڈمی لاہور میں حاضری ممکن نہیں، خط و کتابت کورسز ترتیب دیئے گئے ہیں، تاکہ سب گھر بیٹھے سمولت کے ساتھ اپنے فارغ وقت میں عربی گرامر اور قرآن کی تعلیم حاصل کر سکیں اور درج ذیل کورسز سے استفادہ کر سکیں :

(i) قرآن حکیم کی فکری و عملی رہنمائی اس کورس کا آغاز جنوری ۱۹۸۸ء میں کیا گیا۔ اس کورس کا مقصد خواتین و

حضرات اور طلبہ و طالبات کو قرآن حکیم کے مربوط مطالعے کے ذریعے دین کے جامع اور ہمہ گیر

تصور سے متعارف کرانا ہے۔ بفضلِ باری تعالیٰ یہ کورس خوب زور و شور سے جاری ہے۔ اس میں حصہ لینے والوں کی تعداد ۱۹۲۰ تک پہنچ چکی ہے۔ بیرون ملک سے اس کورس کا اجراء سعودی عرب میں جدہ، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، ریاض، داہران اور الواسع میں ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ ابوظہبی، دوہی، شارجہ، راس الخیمہ، انگلینڈ، فرانس، کینیڈا اور امریکہ میں بھی اس کورس کا اجراء ہو چکا ہے۔

(ii) ابتدائی عربی گرامر (حصہ اول + دوم) دوسرے کورس (حصہ اول) کا اجراء نومبر ۱۹۹۰ء میں کیا گیا۔ قرآن

حکیم کو سمجھ کر پڑھنے کے لئے ابتدائی عربی گرامر کا جاننا گزیر ہے۔ اس کورس کا مقصد یہ ہے کہ طلبہ کو عربی گرامر کے بنیادی اصولوں سے اس حد تک متعارف کرا دیا جائے کہ قرآن اور حدیث سے براہ راست استفادہ کے لئے انہیں ایک بنیاد حاصل ہو جائے۔ اول الذکر کورس کی طرح یہ کورس بھی بہت مقبول ہوا۔ اس کے طلبہ اور طالبات کی تعداد ۱۱۵۹ تک پہنچ چکی ہے۔ یہ کورس بھی بیرون پاکستان سعودی عرب، ابوظہبی، دوہی، شارجہ، انگلینڈ، فرانس، کینیڈا اور امریکہ میں جاری ہو چکا ہے۔

اس کورس کے حصہ دوم کا آغاز بھی اکتوبر ۱۹۹۲ء میں کر دیا گیا تھا۔ اس میں طلبہ کی تعداد ۱۱۵ تک پہنچ چکی ہے۔

ان کورسز کو متعارف کرانے کے لئے بہت محنت ہوئی اور متعدد اقدام کئے گئے جس کے نتیجہ میں ان کورسز کے شرکاء کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ اس سال کورس نمبر ۱ اور کورس نمبر ۲ میں ۹۳ء کے مقابلہ میں اضافہ بالترتیب ۳۲.۶ اور ۱۱.۱ فیصد رہا۔ اسی طرح ان کورسز کی تکمیل کرنے والوں کی تعداد میں بھی کافی اضافہ ہوا۔

○ شعبہ سمع و بصر

۱۹۹۵ء کے دوران مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن کو تمام آڈیو اور ویڈیو کیسٹس ڈیمانڈ کے مطابق کاپی کر کے دیئے گئے۔ صدر مؤسس کے دروس قرآن و تقاریر کی ریکارڈنگ کی گئی۔ ایک سالہ کورس کے دوران صدر مؤسس کے لیکچرز اور بالخصوص ”اربعینِ نووی“ کی ریکارڈنگ آڈیو اور ویڈیو پر کی گئی۔

صدر مؤسس کے خطبات و تقاریر کی فہرست نبی آب و تاب کے ساتھ شائع کی گئی جس میں بہت سے نئے اضافے کئے گئے۔ ایسی بعض ریکارڈنگز کو شامل کیا گیا جو کافی عرصہ سے فہرست میں نہیں تھیں۔

مرکزی انجمن خدام القرآن کی دستاویزی قلم بنائی گئی جو آدھ گھنٹہ کے دورانے پر مشتمل ہے۔ تمام ریکارڈنگ، ڈنگ اور ایڈیٹنگ وغیرہ اسی شعبہ کے تحت ہوئی۔ پس پردہ آواز کے لئے پاکستان ٹیلی ویژن کے پروفیشنل orator کی خدمات حاصل کی گئیں۔ اس قلم میں مرکزی انجمن کے متعلق تمام معلومات اور تمام شعبہ جات کی کارکردگی اور تفصیل دکھائی اور بتائی گئی ہے۔ شعبہ سمع و بصر میں موجود World System Converter کے تحت صدر مؤسس کے تمام خطبات امریکی ویڈیو سسٹم میں convert کر کے امریکہ روانہ کئے جاتے ہیں۔ امریکہ میں converting system کافی منگاہے۔

وڈیو ریکارڈنگ کے ضمن میں ایک SUPER VHS کیمرہ مہیا کیا گیا جو ہمارے پرانے کیمروں سے اپنے result کے اعتبار سے بہتر ہے۔ صدر مؤسس کے خطبات و تقاریر اب اسی کیمرے پر تیار کئے جاتے ہیں۔

بجہ اللہ اپنے محدود تر وسائل کے ساتھ اب ہم اس قابل ہو گئے ہیں کہ تھوڑے سے سرمائے کے ساتھ ہم پورے لاہور پر ایک ٹیلی ویژن نیٹ ورک قائم کر سکتے ہیں۔ ہمارے پاس اس قدر مواد موجود ہے کہ ہم بغیر کسی ریکارڈنگز کے ایک سال تک اپنی نشریات دو سے تین گھنٹے روزانہ تک پیش کر سکتے ہیں۔ اگر کبھی ایسا ہو سکا اور وسائل بھی مہیا ہوئے تو ان شاء اللہ دعوت رجوع الی القرآن کے ضمن میں یہ جہت بہت مؤثر ثابت ہوگی۔

○ قرآن کالج

معمول کی تدریسی سرگرمیاں

ایف۔ اے۔ بی۔ اے کلاسز: الحمد للہ یہ کلاسز جاری ہیں اور ان میں بورڈ اور یونیورسٹی کے مروجہ نصاب کے ساتھ ساتھ طلبہ کو دینی تعلیم سے بھی آراستہ کیا جاتا ہے۔ دینی تعلیم میں ترجمہ القرآن، منتخب نصاب اور تجوید وغیرہ شامل ہیں۔ عربی کو بطور لازمی مضمون کے شامل کیا گیا ہے۔ ایف۔ اے اور بی۔ اے میں لازمی مضامین کے علاوہ مندرجہ ذیل انتخابی مضامین بھی شامل کئے گئے ہیں۔

ایف۔ اے: سوکس۔ معاشیات۔ تاریخ۔ فلسفہ۔ ریاضی۔ اسلامیات

بی۔ اے: سیاسیات۔ معاشیات۔ اسلامیات۔ فلسفہ۔ عربی۔ ریاضی

ایف۔ اے۔ سال اول و دوم میں طلبہ کی تعداد بالترتیب ۵۵ اور ۳۸ رہی۔

بی۔ اے۔ سال اول و دوم میں طلبہ کی تعداد بالترتیب ۱۳ اور ۳ رہی۔

پچھلے سال کی طرح اس سال بھی ایف۔ اے کا نتیجہ بڑا شاندار رہا۔ کالج کے تیرہ (۱۳) طلبہ نے لاہور بورڈ کے امتحان میں شرکت کی۔ ان میں سے بارہ (۱۲) طلبہ کامیاب ہوئے۔ اس طرح یہ نتیجہ ۹۲.۳۰ فیصد رہا۔ ان میں سے چار طلبہ نے فرسٹ ڈویژن حاصل کی اور باقی سب اعلیٰ سیکنڈ ڈویژن میں کامیاب ہوئے۔ ایک لڑکے نے ۷۷ نمبر حاصل کئے، اس کا میرٹ سکالر شپ متوقع ہے۔ اس طرح قرآن کالج کالہور کے کسی بھی اچھے کالج سے موازنہ کیا جاسکتا ہے۔

ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس: ایک سالہ کورس دراصل کالج اور یونیورسٹیوں کے فارغ التحصیل professionals یعنی ڈاکٹرز، انجینئرز، اکاؤنٹنٹس اور دوسرے پڑھے لکھے بالغ افراد کے لئے مرتب کیا گیا ہے۔ اس کے نصاب کا اصل زور دو چیزوں پر ہے۔ ایک عربی گرامر و زبان کی اتنی استعداد فراہم کرنا کہ اس بنیاد پر طالب علم قرآن حکیم بغیر ترجمے کے سمجھ سکے۔ دوسرے قرآن مجید کی فکری اور عملی راہنمائی پر مشتمل ایک منتخب نصاب جو مسلمانوں کی

اجتماعی ذمہ داریوں سے بحث کرتا ہے۔ اس کورس کا بقیہ نصاب ترجمہ القرآن، احادیث مبارک کا ایک مختصر نصاب، تحرکی لٹریچر اور تجویذ پر مشتمل ہے۔ اس سال اس کورس میں ۳۵ مرد اور ۱۳ خواتین نے حصہ لیا۔ اس طرح اس سال قرآن کالج میں کل طلبہ کی تعداد ۱۵۸ رہی۔

اسلامک جنرل نالج ورکشاپ: حسب معمول اس سال بھی میٹرک اور انٹرمیڈیٹ کے امتحانات سے فارغ التحصیل طلبہ کے لئے اسلامک جنرل نالج ورکشاپ منعقد کی گئی۔ اس میں ۳۸ طلبہ نے داخلہ لیا۔ ان میں سے کورس کی تکمیل پر ۲۶ طلبہ کو اسناد دی گئیں۔

لاببریری، شاف اور جریدہ

کالج لاببریری: اس سال کالج کے لئے ۹۱ کتب خریدی گئیں اور ۱۱۰ کتب ہمیں بطور عطیہ (donation) وصول ہوئیں۔ اس طرح لاببریری میں اس سال ۲۰۱ کتب کا اضافہ ہوا۔ اس لاببریری سے اب یہ سہولت حاصل ہو گئی ہے کہ طلبہ اور اساتذہ نصاب کی کتب کے علاوہ دوسری اچھی کتابوں کا مطالعہ کر کے اپنے علم میں اضافہ کر سکتے ہیں۔

کالج شاف: اس سال دیگر شاف میں چار نئے اساتذہ کا اضافہ ہوا۔ ان میں سے ایک ریاضی، دو شعبہ عربی اور اسلامیات اور ایک فلسفہ اور سوکس سے متعلق ہیں۔

کالج کا جریدہ: اس سال بھی ”صفہ“ بڑی آب و تاب سے شائع ہوا۔ یہ جریدہ ۸۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ زیادہ تر طلبہ کی ذہنی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ اس میں ادبی، تحقیقی، تخلیقی مضامین کے علاوہ افسانے، نظمیں، غزلیں، رودادیں اور سفر نامے شائع ہوتے ہیں۔ قابل اساتذہ صفہ کے مضامین کی نگرانی کرتے ہیں۔

دیگر سرگرمیاں

اس سال طلبہ کے لئے تقریباً دس انعامی مقابلے منعقد کروائے گئے۔ ان مقابلوں میں مضمون نویسی، تقاریر، حسنِ قراءت، نعت خوانی اور ذہنی آزمائش کے پروگرام شامل ہیں۔ تقاریر، قرآن حکیم اور سیرت رسول کے مختلف موضوعات پر کرائی جاتی ہیں۔ ان مقابلوں سے طلبہ میں تحریر و تقریر کا ملکہ پیدا ہوتا ہے اور ان کی ذہنی استعداد کار میں اضافہ ہوتا ہے۔

اس سال ہمارے طلبہ نے آل پاکستان انعامی مقابلوں میں بھی شرکت کی اور انعامات حاصل کئے۔ قرآن کالج کے ایک طالب علم محبوب الحق نے منہاج القرآن کے منعقد کردہ آل پاکستان بین الکیلیاتی مضمون نویسی کے مقابلے میں اول پوزیشن حاصل کی۔ اور ایک دوسرے طالب علم زاہد شکور نے اسی ادارے سے آل پاکستان بین الکیلیاتی مشاعرہ کے مقابلے میں دوم پوزیشن حاصل کی۔ اس طرح وہ پاکستان کے کالجوں میں قرآن کالج کی نیک نامی کا باعث بنے۔

اس کے علاوہ ہر ہفتہ بزم قرآن کے تحت آڈیو ریم میں درس قرآن کا اہتمام باقاعدگی سے کیا جاتا ہے۔ اس سال کالج طلبہ کے لئے نور پروگرام بھی مرتب کیا گیا اور انہیں اساتذہ کی نگرانی میں لاہور کے مضافات میں ایک تفریحی مقام پر لے جایا گیا۔

قرآن کالج ہاسٹل

ہاسٹل اس جگہ کا نام ہوتا ہے جہاں رہنے سننے کی اچھی سہولتوں کے ساتھ تعلیمی سرگرمیوں پر بھرپور توجہ دی جاتی ہے۔ قرآن کالج کا ہاسٹل ہونے کی وجہ سے یہاں اضافی طور پر طلبہ کی اخلاقی دینی اور ذہنی تربیت اور نشوونما کی طرف خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ ہاسٹل میں داخلہ لینے والے طلبہ ملک کے گوشے گوشے سے آتے ہیں اور کئی طرح کی زبانوں اور ثقافتوں کی ترجمانی کرتے ہیں۔ ان سب کو ایک نظم میں پرونا اور ایک مرکز و محور پر اکٹھے ہو کر زندگی گزارنے کا عادی بنانا ہمارا مشن ہوتا ہے۔

گزشتہ چند سالوں سے ہاسٹل میں طلبہ کی تعداد گنجائش سے زیادہ چلی آ رہی ہے۔ اور گزشتہ سال بھی کئی طلبہ کو waiting list پر رکھنا پڑا۔ سال ۱۹۹۵ء میں رہائش پذیر طلبہ کی زیادہ تعداد ۱۰۰ کے قریب رہی۔ جبکہ ہمارے میس میں ایک وقت میں ۸۰ افراد بیٹھ کر کھانا کھا سکتے ہیں۔ اس طرح کھانے کے اوقات میں غیر معمولی رش دیکھنے میں آتا جس کی وجہ سے کاسن روم میں بھی بیٹھا کر کھانا کھلایا جاتا رہا۔

ہاسٹل کے کمروں میں دیا جانے والا ساز و سامان معیار کے اعتبار سے دیگر ہاسٹلز سے کسی بھی صورت میں کم نہیں ہے۔ اور ہم فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ سہولیات کے اعتبار سے یہ ہاسٹل ٹاپ پر ہے۔ طلبہ کے لئے نماز پنج وقتہ کا باجماعت التزام، تلاوت کے اوقات کی پابندی، تذکیری

اجتماعات، اور وقتاً فوقتاً نقلی روزوں کا اہتمام ان کے تربیتی پروگرام کے اہم اجزاء ہیں۔ قرآن آڈیو ٹیپ میں ہر ہفتہ کی شام منعقد ہونے والا صدر مؤسس ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کا ہفتہ وار درس قرآن ان کی مصروفیات اور بیرونی ممالک کے اسفار کی وجہ سے کچھ تعطل کا شکار رہا۔ اب یہ درس ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب، جو ایک متحرک شخصیت کے حامل ہیں، دے رہے ہیں۔ اس درس قرآن کا طلبہ پر بہت عمدہ اثر ہوتا ہے۔

ہاسل کے تنظیمی معاملات کی نگرانی کے لئے کالج کے دو اساتذہ کا بطور وارڈن اور نائب وارڈن تقرر کیا گیا ہے۔ یہ دونوں حضرات ہاسل سے ملحقہ کوارٹرز میں رہائش پذیر ہیں اور ہمہ وقت نگرانی اور دیکھ بھال کے لئے موجود رہتے ہیں۔

روزانہ بعد نماز مغرب ہوم ورک کلاس کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں طلبہ کی رہنمائی اور نگرانی کے لئے ایک استاد موجود رہتے ہیں اور اس کے علاوہ عشاء کے بعد طلبہ کو اپنے اپنے کمروں میں سیلف سٹڈی کے لئے وافر وقت مہیا کیا جاتا ہے۔

○ ایڈمن (ADMIN)

ایڈمن کی ذمہ داریوں میں ریکارڈ کیپنگ، اکیڈمی میس اور ہاسل، جو نیر سٹاف، کمپیوٹر سیکشن، 'personnel', 'budgeting', 'pay roll' قابل ذکر ہیں۔ علاوہ ازیں گورنمنٹ دفاتر اور اراکین انجمن سے رابطہ بھی ایڈمن کی ذمہ داریوں میں شامل ہیں۔ ایڈمن نے اپنی دیگر ذمہ داریوں کو بطریق احسن ادا کرنے کے ساتھ ساتھ مسلسل رابطہ اور followup کے ذریعہ ماڈل ٹاؤن سوسائٹی سے جامع القرآن کی توسیع کا نقشہ منظور کروایا۔ ایڈمن بلاک کی پہلی منزل اور وضو خانہ کی دوسری منزل کے نقشہ کی منظوری کے لئے کوشش جاری ہے۔ علاوہ ازیں دوران سال انجمن کے non digital ٹیلی فون نمبرز کو digital کیسٹھ پر منتقل کروایا گیا۔ قرآن کالج کے لئے ایک نیا (ISD) ٹیلی فون کنکشن حاصل کیا گیا جبکہ قرآن اکیڈمی کے سامنے کارڈ فون بوتھ کے حصول کے لئے کوششیں جاری ہیں۔ ایڈمن نے اپنی بھرپور کوشش کے ذریعہ رجسٹرار جوائنٹ سٹاک کمپنیز سے مرکزی انجمن کا ترمیم شدہ دستور منظور کروایا۔ دوران سال چار مرتبہ اراکین انجمن کو اعانتوں کی یاد دہانی کے لئے خطوط ارسال کئے، جس کا خاطر خواہ نتیجہ

برآمد ہوا۔ انجمن کے کمپیوٹر سیکشن نے ماہانہ اور فائل اکاؤنٹس بنانے، مکتبہ کے سالانہ خریداروں اور اراکین انجمن کا ریکارڈ رکھنے، آئندہ سال کی آمدن اور اخراجات کا تخمینہ بنانے اور دوران سال آمد و خرچ کے مختلف تقابلی گوشوارے بنانے کے فرائض عمدگی سے ادا کئے۔

○ اکاؤنٹس اور کیش سیکشن

(ACCOUNTS AND CASH SECTION)

ماہانہ اور فائل اکاؤنٹس بروقت تیار کئے گئے۔ فائل اکاؤنٹس کا بروقت External آؤٹ کروا کے مجلس عاملہ میں منظوری کے لئے پیش کیا گیا۔ External آؤٹسز رحمن سرفراز اینڈ کمپنی نے ہمیشہ کی طرح ۹۵ء کے فائل اکاؤنٹس کا بہت کم مدت میں آؤٹ کر کے آؤٹ رپورٹ دے دی۔ انجمن اپنے External آؤٹسز کی ان اعزازی خدمات کے لئے بے حد شکر گزار ہے۔ داخلی محاسب جناب رحمت اللہ بٹر صاحب نے بھی سال بھر اپنی دیگر مصروفیات کے باوجود انجمن کے Internal آؤٹ کا فریضہ بخوبی انجام دیا۔ محترم بٹر صاحب نے اس مقصد کے لئے ہفتہ میں ایک دن مقرر کر رکھا ہے۔

کیش سیکشن نے سال بھر بینک میں بروقت رقم جمع کروانے اور اخراجات کے لئے بینک سے رقم نکلوانے، رسیدیں جاری کرنے اور آمد و خرچ کا باقاعدہ اندراج کرنے کا فریضہ عمدگی سے ادا کیا۔

○ جنرل کلیٹک

انجمن کا جنرل کلیٹک قرآن کالج میں قائم ہے۔ قرآن کالج کے طلبہ بالخصوص اور گرد و نواح کی آبادی کے لوگ بالعموم اس سے استفادہ کر رہے ہیں۔

○ بزم ہائے خدام القرآن

حکمت قرآن، اپریل ۱۹۹۶ء

بزم ہائے خدام القرآن کا مقصد انجمن کے پرانے وابستگان سے رابطہ، باہم ربط و ضبط کا اہتمام، انجمن کے مقاصد کے لئے مزید تعاون و اشتراک اور دعوت رجوع الی القرآن کی تیز تر اور وسیع تر اشاعت کے لئے کوشش کرنا ہے۔ اس کے اعزازی ناظم محترم نسیم الدین خواجہ صاحب ہیں جنہوں نے اس کا تالیسی اجلاس قرآن آڈیو ٹورنیم میں منعقد کیا اور لاہور میں پانچ بزم ہائے خدام القرآن کا اعلان کر دیا گیا اور ان کا دستور بھی مرتب کر لیا گیا۔ مختصر کارکردگی حسب ذیل ہے۔

تین مقامات پر عربی کلاس کا اجراء کیا گیا۔ ایک جگہ نصاب مکمل کر لیا گیا۔ دوسری جگہ کلاس ست روی سے جاری ہے جبکہ تیسری جگہ لوگوں کی عدم دلچسپی کی وجہ سے کلاس کامیاب نہیں ہو سکی۔ رمضان المبارک میں دو مقامات پر دورہ ترجمہ قرآن کامیابی سے ہوتا رہا۔ تین مقامات پر درس قرآن جاری ہے جس میں سے ایک جگہ شہداء کی تعداد ۲۰۰ کے قریب ہے۔ جناب خالد محمود صاحب نے ترجمہ قرآن کو پورے پاکستان لیول پر پھیلانے کے لئے جمعیت تعلیم القرآن سے رابطہ قائم کیا جس کے نتیجہ میں بہاولپور اور اس کے ارد گرد کے مدارس میں ترجمہ کا کام شروع ہو گیا ہے۔ انہیں پہلا پارہ مع ترجمہ مہیا کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ موسم گرما میں ریلوے سکول میں سمریکپ کا بندوبست کیا گیا جس کے افتتاحی اجلاس میں جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب بھی تشریف لائے اور بہت پسند کیا۔ اس طرح کے پروگرام دوسرے سکولوں میں کرنے کے لئے کوشش جاری ہے۔ بزم ہائے خدام القرآن اپنے تمام اخراجات اپنے ذرائع سے پورے کر رہی ہیں۔

رمضان المبارک میں رجوع الی القرآن کے لئے ایک خصوصی مہم چلائی گئی۔ اراکین انجمن کو ایک خط ارسال کیا گیا جس میں رمضان المبارک کے حوالے سے ان کی ذمہ داریوں اور قرآن سے تجدید تعلق کو خاص طور پر اجاگر کرنے کے لئے چار کتابچوں: ”مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق“، قرآن حکیم اور ہماری ذمہ داریاں، عظمتِ صوم اور عظمتِ صیام و قیام رمضان“ کو پھیلانے کی استدعا کی گئی۔ اس دفعہ خصوصی طور پر قرآن مجید کے حقوق پھیلانے کا اہتمام کیا گیا اور بحمد اللہ دس ہزار کے قریب ”حقوق“ تقسیم کئے گئے۔

بیلنس شیٹ برائے سال ۱۹۹۵ء

Balance Sheet as on 31st Dec, 1995

Amount رقم	Liabilities ادائیگی کی ذمہ داریاں	Amount رقم	Assests اثاثہ جات
2,239,000.00	کھڈ فنڈ: موہسن، محسنین اور مستقل اراکین کی یکمشت ادائیگی	22,082,323.88	مستقل اثاثہ جات وسرمایہ کاری
4,210,973.25	قرآن اکیڈمی فنڈ	2,571,985.00	مکتبہ مرکزی انجمن
10,768,380.73	قرآن کالج و آڈینوریم فنڈ	66,953.22	اسٹاک و سنورز
683,900.00	مسجد و مکتب و الشن اور دارالقرآن و سن پورہ فنڈ	210,796.00	بیٹنگی رقم و دیگر واجب الوصول رقم
42,145.00	تعلیمی قرضہ فنڈ	30,930.00	تعلیمی قرضہ برائے طلبہ
54,380.00	سیکورٹی ذیپازٹ	7,206.09	بینک میں موجود رقم
30,000.00	قابل ادائیگی اخراجات	5,275.25	امپرسٹ فنڈ
6,235,965.71	میزان آمدنی منہا اخراجات کیم جنوری ۱۹۹۵ء		
710,724.75	میزان آمدنی منہا اخراجات سال ۱۹۹۵ء		
24,975,469.44		24,975,469.44	

مالی گوشوارہ حساب آمد و خرچ برائے سال ۱۹۹۵ء

Financial Statement 1995

Amount رقم	Expenses اخراجات	Amount رقم	Income آمدن
438,389.37	قرآن کالج (اخراجات منہما آمدن)	953,218.89	ماہانہ اعانت
167,131.00	ہاسل قرآن کالج (")	2,313,268.87	خصوصی دیگر اعانت
11,266.00	قرآن اکیڈمی کلینک (")	182,316.00	خط و کتابت و دیگر کورسز کی فیس
16,370.00	محاضرات قرآنی	411,934.70	دیگر آمدنی
27,272.00	نقد امداد		
68,410.00	دعوت و تبلیغ پبلسٹی		
169,816.00	مسجد		
93,387.00	قرآن اکیڈمی ہاسل و میس		
806,444.00	اسٹاف کی تنخواہ		
296,530.00	ٹیلی فون، ٹیکس، بجلی، پانی و گیس بل		
236,108.00	آڈیو ریم		
31,758.00	اولڈ ایج بینیفٹ انسٹیٹیوشن		
92,522.00	مرمت اور میٹیننس		
251,828.95	خط و کتابت و دیگر کورسز		
80,090.00	امداد میس قرآن کالج		
362,691.39	دیگر اخراجات		
710,724.75	آمدنی منہما اخراجات		
3,860,738.46		3,860,738.46	

سال ۱۹۹۵ء کے دوران

منسلک انجمنوں

کی

کارکردگی کا مختصر جائزہ

انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی

مرکزی انجمن خدام القرآن سندھ کا قیام مئی ۱۹۸۶ء میں عمل میں آیا۔ اس کے نگران اعلیٰ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب ہیں اور اس کے موجودہ صدر عبداللطیف عقیلی صاحب ہیں۔ اس کی تعمیرات کا کام جس میں جامع مسجد القرآن اور قرآن اکیڈمی شامل ہے تقریباً مکمل ہو چکا ہے اور اندازاً سو کروڑ روپیہ خرچ ہو چکا ہے

قرآن اکیڈمی کامرس کالج اس اہم پراجیکٹ کا آغاز اکتوبر ۱۹۸۵ء سے ہو چکا ہے اور کالج میں ۱۵ طلبہ سال اول میں زیر تعلیم ہیں۔ اس کا مقصد ایسے کامرس گریجویٹ تیار کرنا ہے جو اس میدان کے شاسوار ہونے کے ساتھ ساتھ قرآن کو اپنا امام اور ہر دور کے مسائل کے لئے راہ دکھانے والا جانتے ہوں۔

ایک سالہ کورس اس انجمن کے تحت اب تک تین ایک سالہ کورس ہو چکے ہیں جن سے درجنوں خواتین و حضرات نے نہ صرف قرآن حکیم سے براہ راست فہم حاصل کرنے کے قابل ہوئے بلکہ اس فہم کو آگے منتقل کرنے کے کام میں بھی شریک ہیں۔

مختصر دورانیہ کے کورس انجمن خواتین و حضرات کے لئے ۲ سے ۴ ماہ دورانیہ کے کورس منعقد کرتی رہتی ہے۔ ان کورسز میں عربی گرامر کورس، قرآن حکیم کے منتخب مقالات کی تدریس، ترجمہ قرآن اور تجوید کی کلاسز شامل ہیں۔ حال ہی میں عربی گرامر کورس خواتین اور مردوں کے لئے شروع کیا گیا ہے۔

قرآنی تربیت گاہیں ایک روزہ / دو روزہ / ہفت روزہ تربیت گاہیں منعقد کی جاتی ہیں جن سے خواتین و حضرات استفادہ کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ موسم گرما اور موسم سرما کی تعطیلات کے دوران طلبہ اور طالبات کے لئے ہفت روزہ، دس روزہ تربیت گاہیں منعقد کی جاتی ہیں۔ طلبہ کے والدین نے بھی ایسے پروگراموں کی افادیت کا اعتراف کیا ہے۔

دورہ ترجمہ قرآن مسجد جامع القرآن کے افتتاح سے اب تک ہر سال دورہ ترجمہ ہوتا رہا ہے۔ اس سال بھی حسب معمول انجینئر نوید احمد صاحب نے دورہ ترجمہ قرآن کرایا۔ کم از کم ۱۰۰ مرد اور خواتین روزانہ استفادہ کرتے رہے۔ اس کے علاوہ ۷۳ حضرات معکف ہوئے جن کے لئے ذن میں خصوصی پروگرام ترتیب دیئے گئے۔

شعبہ سمع و بصر مرکزی انجمن لاہور کے بعد آڈیو/ویڈیو کیسٹس کاپی کرنے کا سب سے بڑا مرکز قرآن اکیڈمی کراچی میں ہے۔ اس سال ۱۵۲۳۴ آڈیو اور ۱۸۳۸ ویڈیو کیسٹ ریکارڈ کئے گئے۔ مکتبہ سے ۱۱۲۱۵ آڈیو کیسٹ اور ۸۵۱ ویڈیو کیسٹ فروخت ہوئیں۔ اس کے علاوہ کیسٹ کلب کے ممبران کو محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے تازہ ترین خطابات جمعہ بلا معاوضہ ریکارڈ کر کے دیئے جاتے ہیں۔

لابریریز انجمن کے تحت کراچی میں اس وقت پانچ لابریریاں کام کر رہی ہیں۔ ان لابریریوں سے مجموعی طور پر پچھلے سال ۷۲۳ آڈیو کیسٹ، ۲۳۶ ویڈیو کیسٹ اور ۳۹ کتب جاری ہوئیں۔

خطابات جمعہ محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کا جب بھی کراچی آنا ہوتا ہے تو آپ جمعہ کے اجتماع سے بھی خطاب فرماتے ہیں۔ اس کے علاوہ پچھلے سال فیصل آباد سے ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب اور ملتان سے انجینئر مختار حسین فاروقی صاحب نے بھی اجتماعات جمعہ سے خطاب کیا۔ اس مسجد کے مستقل خطیب اعجاز لطیف صاحب ہیں۔

مرتبہ : ایس۔ ایم۔ انعام

جنرل سیکرٹری

انجمن خدام القرآن بلوچستان کوئٹہ

انجمن خدام القرآن بلوچستان کوئٹہ کا قیام ماہ نومبر ۱۹۸۹ء میں عمل میں آیا تھا۔ جس کے اب تک پانچ سالانہ اجتماعات باقاعدگی سے صدر مؤسس محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی زیر صدارت منعقد ہو چکے ہیں۔ پچھلے سال ایک مخیر خاتون نے جو ۱۸۰۰۰ مربع فٹ جگہ بہہ کی تھی مالی وسائل میانہ ہونے کی وجہ سے ابھی تک صرف چار دیواری کھڑی کر کے گیٹ لگایا گیا ہے۔ اس وقت ارکان کی تعداد ساٹھ ہے جن میں چودہ مؤسس ارکان ہیں، بقیہ عام ارکان ہیں۔ اکثر ارکان کی جانب سے اعانتوں کی ادائیگی باقاعدہ نہیں ہے۔ انجمن کے دفتر میں ایک مختصر لائبریری بھی قائم کی گئی ہے جس میں مرکزی انجمن کی شائع کردہ کتب کے علاوہ مختلف تفاسیر، سیرت النبی پر کتب، احادیث کے ترجمے و دیگر کتب برائے استفادہ موجود ہیں۔ علاوہ ازیں آڈیو اور وڈیو کیسٹ فروخت کے علاوہ عام استفادے کے لئے جاری کی جاتی ہیں۔ مختلف مواقع پر انجمن کا لڑیچ تبلیغی مقاصد کے تحت مفت بھی تقسیم کیا جاتا ہے۔ تفسیر عثمانی کے تقریباً دو صد نئے جو انجمن کو رابطہ عالم اسلامی کے حوالہ سے ملے تھے، درس قرآن کے مختلف حلقوں کے شرکاء میں تقسیم کئے گئے۔ درس قرآن کے حلقے مختلف علاقوں میں قائم کئے جاتے رہے ہیں۔

انجمن کے قیام کے بعد ہر سال باقاعدگی کے ساتھ عربی و تجوید کی کلاسز منعقد کی جاتی رہی ہیں، جن میں مفت تعلیم دی جاتی ہے۔ تنظیم اسلامی کوئٹہ کے اجتماعات کے لئے انجمن اپنا دفتر مہیا کرتی ہے۔ دفتر میں موجود لائبریری اور ذخیرہ کیسٹ سے رفقاء تنظیم بھرپور استفادہ کرتے ہیں۔

مندرجہ بالا رفتار کار اگرچہ قابل رشک نہیں ہے، تاہم مقام شکر ہے کہ موجودہ محدود وسائل، خواہ مالی ہوں یا افرادی، کے ساتھ یہ ادارہ قائم و دائم ہے۔ وسائل کی دستیابی کے ساتھ ساتھ اس کی کارکردگی میں بھی ان شاء اللہ اضافہ ہوتا رہے گا۔

مرتبہ : سید برہان علی

نائب صدر

انجمن خدام القرآن فیصل آباد

انجمن خدام القرآن فیصل آباد کے زیر اہتمام سال ۱۹۹۵ء کے دوران دفتر انجمن میں دورہ ترجمہ قرآن کا پروگرام ہوا جس میں حاضری کم از کم ۵۵ رہی۔ صدر انجمن جناب ڈاکٹر عبدالمسیح صاحب نے مترجم کے فرائض ادا کئے۔ موسم گرما میں ایک چالیس روزہ قرآنی ورکشاپ منعقد کی گئی جس میں عربی کی تدریس کے علاوہ ”قرآن کا پیغام“ کے عنوان سے قرآن مجید کے منتخب حصے لیکچرز کے انداز میں پڑھائے گئے، جبکہ فرمودات نبویؐ سے استفادہ کی غرض سے ”اربعین نبویؐ“ اور سیرت النبیؐ کے لئے ”منہج انقلاب نبویؐ“ پر لیکچرز کا اہتمام کیا گیا۔ قرآن اکیڈمی کے لئے وقف پلاٹ کے ساتھ سڑک تک رسائی کی غرض سے مزید ۴۷ مرلے جگہ حاصل کی گئی اور اکیڈمی کا نقشہ اور ماڈل بنوایا گیا۔ سٹرکچر ڈیزائن تکمیل کے مراحل میں ہے۔ نومبر ۱۹۹۵ء میں سالانہ اجلاس کے ساتھ فنڈ ریزنگ ڈنر (Fund Raising Dinner) کا اہتمام بھی کیا گیا۔ اس سال کے دوران تقریباً چودہ ہزار روپے کی کیسٹ اور کتب فروخت ہوئیں اور تقریباً ۱۰۰ افراد لائبریری سے باقاعدگی کے ساتھ استفادہ کرتے رہے۔

مرتبہ: محمد اسلم

معمد عمومی

انجمن خدام القرآن پنجاب، ملتان

انجمن خدام القرآن ملتان ماشاء اللہ اپنے قیام کے چھٹے سال میں قدم رکھ چکی ہے۔ ذیل میں آپ سال ۱۹۹۵ء کی رپورٹ ملاحظہ فرمائیں۔

قرآنی علوم و معارف کی بارش : قرآن الیکڑی ملتان میں گزشتہ تین چار سال سے تراویح کے دوران میں ترجمہ قرآن پیش کیا جا رہا ہے۔ گزشتہ رمضان المبارک میں یہ سعادت راقم الحروف کے حصہ میں آئی۔ میرے لئے یہ پہلا موقع اور طویل ریاضت تھی۔ محترم فاروقی صاحب نے اس دورہ ترجمہ کی تشہیر کے لئے ۳۵ رفقاء پر مشتمل ایک دو روزہ علاقائی تربیتی کیمپ لگایا۔ سات ہزار پنڈت مل اور پانچ سو لاکھ والے دعوتی کارڈز تقسیم کئے گئے۔ ماہ صیام کی آمد سے ایک ہفتہ قبل میری رہائش گاہ پر استقبال رمضان کے عنوان سے ایک تقریب منعقد ہوئی۔ دورہ ترجمہ قرآن کے پروگرام کا آغاز رات آٹھ بجے نماز عشاء سے ہوا اور رات ایک بجے تک جاری رہتا۔ سامعین کی اوسط حاضری ۱۵۰ سے ۲۵۰ افراد تک رہی۔ ختم قرآن کے موقع پر ۲۷ رمضان المبارک کو حاضری تقریباً ۵۰۰ تھی۔ ۱۵ افراد نے مستقل قیام کیا اور ۳۵/۴۰ خواتین نے بھی پروگرام سے استفادہ کیا۔

ہفتہ وار درس قرآن : دوران سال ہفتہ وار سلسلہ وار درس قرآن بحمد اللہ جاری و ساری ہے۔ شرکاء کی اوسط حاضری ۳۰ کے لگ بھگ ہوتی ہے۔ آج کل ہم سورۃ النور کا مطالعہ کر رہے ہیں۔

خواتین کا ماہانہ اجتماع و دروس قرآن : انجمن اور تنظیم سے متعلق خواتین کا ماہانہ اجتماع ہر انگریزی ماہ کے پہلے سوموار کو خواتین ہال میں ہوتا ہے جس میں ایک خاتون ہی تدریس کے فرائض انجام دیتی ہیں۔ درس میں خواتین کی اوسط حاضری ۴۵/۵۰ رہتی ہے۔

تربیت گاہیں : ہماری انجمن تعطیلات گرما میں سکولوں اور کالجوں کے طلبہ کی تربیت کے لئے ۳۰ روزہ قرآنی تربیت گاہیں منعقد کرتی رہتی ہے۔ اس طرح کی تیسری تربیت گاہ جون جولائی ۱۹۹۵ء میں منعقد کی گئی جس میں ۴۵ افراد نے شرکت کی اور ۲۰ سے زائد ہمدوقی مقیم رہے۔

اس طرح یہ تربیت گاہ بہت کامیاب رہی۔ اس تقریب کی افتتاحی تقریب کے مہمان خصوصی حافظ ناصر الدین خاکوانی صاحب تھے۔ اس کے علاوہ اراکین انجمن کے علم و فہم میں اضافہ اور اعمال و اخلاق میں نکھار پیدا کرنے کی غرض سے ایک چار روزہ تربیت گاہ کا اہتمام کیا گیا۔ اس میں ۲۳ احباب شریک ہوئے۔ ناظم تعلیمات جناب محترم فاروقی صاحب نے ۶ ستمبر کو ایک روزہ کل وقتی تربیت گاہ کا انعقاد کیا۔ اس میں امت مسلمہ کے عروج و زوال اور احيائی عمل، خلافت کی نوید اور کچھ دوسرے اہم موضوعات پر لیکچر ہوئے۔ شرکاء نے اس تربیت گاہ کو بہت پسند کیا۔

عربی گرامر کورس : مئی ۱۹۹۵ء میں احباب کے ذوق کے پیش نظر شام کے اوقات میں عربی کلاس کا اجراء کیا گیا جس میں الحمد للہ ۲۵ کے قریب پڑھے لکھے احباب نے داخلہ لیا۔ زکریا یونیورسٹی کے پروفیسر ریاض الرحمن صاحب نے تدریس کے فرائض انجام دیئے۔ لگ بھگ ۱۵ احباب نے اگست ۱۹۹۵ء کے اواخر میں باقاعدہ امتحان پاس کر کے سند فراغت حاصل کی۔

شعبہ حفظ و ناظرہ : اکیڈمی کے شعبہ حفظ میں ۲۰ بچے زیر تعلیم ہیں اور اس سال ۳ بچوں نے حفظ مکمل کیا۔ اسی طرح شعبہ تجوید و ناظرہ سے ۸۰ بچے استفادہ کر رہے ہیں۔

خطبات جمعہ : جامع القرآن قرآن اکیڈمی میں خطبات جمعہ مختلف موضوعات پر جاری رہے۔ اس وقت ”اسلام کا نظام حیات“ کے موضوع پر گفتگو ہو رہی ہے۔ یہ ذمہ داری بھی راقم الحروف کے ذمہ ہے۔

تحریک اصلاح الرسوم : حلقہ احباب کو مساجد میں محفل نکاح منعقد کرنے اور دوسری ہندوانہ رسومات کو ترک کرنے کی ترغیب دی جاتی رہی ہے۔ الحمد للہ بہت سے احباب اس سلسلے میں تعاون کر رہے ہیں۔

تعمیرات : دوران سال ہم نے تعمیراتی کام بھی ہنگامی بنیادوں پر جاری رکھا۔ ناظم تعلیمات محترم فاروقی صاحب کی رہائش گاہ اور مہمان خانے مکمل کئے۔ مسجد کے سامنے والاہل بھی مکمل کیا گیا۔

مرتبہ : ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی

انجمن خدام القرآن سرحد، پشاور

انجمن خدام القرآن سرحد کی تاسیس دسمبر ۱۹۹۲ء میں ہوئی۔ محترم ڈاکٹر محمد اقبال صانی صاحب جو کہ تنظیم اسلامی کے بھی ایک فعال رکن ہیں، کو انجمن کا صدر اور پروفیسر ڈاکٹر محمد داؤد خان صاحب (آئی سرجن) کو جنرل سیکرٹری مقرر کیا گیا۔

انجمن خدام القرآن سرحد کے قیام سے اب تک اس کے زیر اہتمام مختلف پروگرام منعقد کئے گئے جن سے سرحد کے عوام و خواص نے بھرپور استفادہ کیا۔ قرآن اکیڈمی سرحد کے قیام کے لئے حیات آباد کے قریب ایک صاحب خیر نے ساڑھے چار کنال اراضی دینے کا وعدہ کیا ہے۔ تاہم اس زمین کے حصول میں فی الحال کچھ قانونی پیچیدگی موجود ہے جسے دور کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔ امید واثق ہے کہ جلد ہی قرآن اکیڈمی کا کام شروع ہو جائے گا۔

انجمن کے ممبران کی تعداد ۳۸ ہے۔ اس میں ۷ مؤسین، ۲ محسنین، ۵ مستقل ارکان اور ۲۳ عام ارکان شامل ہیں۔ ان میں فعال ارکان کی تعداد ۱۳ ہے۔

انجمن کی لائبریری میں صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن کے تمام آڈیو اور ویڈیو کیسٹ موجود ہیں، جن سے خاصی تعداد میں عوام الناس استفادہ کر رہے ہیں۔

قرآن حکیم کی علمی و فکری رہنمائی پر مشتمل خط و کتابت کورس کو عام کرنے کے لئے بھی مختلف ذرائع سے کوششیں جاری ہیں۔ اس سلسلہ تنظیم اسلامی پشاور کے ایک فعال رفیق جمشید عبداللہ صاحب (جو کہ ایک پرائیویٹ کالج میں لیکچرر ہیں) کی کوششوں سے تقریباً ۴۵ افراد نے قرآن حکیم کی فکری و عملی رہنمائی کورس میں داخلہ لیا۔ دوران سال کتب اور کیسٹ کی فروخت بھی جاری رہی۔ اگرچہ تاحل انجمن خدام القرآن سرحد کی کارکردگی قدرے ست ضرور ہے تاہم امید واثق ہے کہ ڈاکٹر محمد اقبال صانی صاحب، جو کہ ایک انتھک اور نہایت محنتی انسان ہیں، کی کوششوں سے ان شاء اللہ عنقریب یہ انجمن بھی اپنے اہداف کو پورا کر لے گی۔

مرتبہ : وارث خان

انجمن خدام القرآن راولپنڈی، اسلام آباد

سال رواں کے آغاز میں مورخہ ۱۸/ جنوری ۹۵ء کو انجمن کے زیر اہتمام ایک نشست اسلام آباد ہوٹل میں منعقد ہوئی جس میں مرکزی انجمن کے صدر موسس جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے ”موجودہ تہذیبی کشمکش کا حل“ کے موضوع پر خطاب کیا، جس کو شرکاء نے بہت دلچسپی سے سنا اور پسند کیا۔ یہ انجمن کی سطح پر پہلا باقاعدہ اجتماع تھا۔ خطاب کے موقع پر مکتبہ بھی لگایا گیا تھا۔ چھ ماہ بعد ہی ایک تعارفی نشست زیر اہتمام انجمن خدام القرآن مورخہ ۱۰/ جون ۹۵ء منعقد ہوئی۔ اس میں بھی جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے انجمن خدام القرآن کے اغراض و مقاصد پر مکمل خطاب فرمایا، جس کو شرکاء نے بہت پسند کیا اور آئندہ بھی ایسی نشستوں کو جاری رکھنے کا مشورہ دیا۔ اس کے علاوہ گزشتہ سال کی کارکردگی کی کچھ highlights درج ذیل ہیں۔

☆ انجمن کی ماہانہ میٹنگ تقریباً ہر ماہ منعقد ہوتی ہے، جس میں صلاح مشورے سے انجمن کو مزید فعال بنانے کے لئے غور و خوص کیا جاتا ہے۔ اس سال انجمن کے تعارف کے لئے لٹریچر اور ۵۰۰ کی تعداد میں کتابچہ بھی تقسیم کیا گیا۔

☆ مکتبہ سے اس سال = 8500 روپے کی وڈیو آڈیو کیسٹ اور کتب فروخت ہوئیں۔ اور بے شمار لوگوں نے گھر کے لئے ایشو کر کر استفادہ کیا۔

☆ ماہ رمضان ۹۵ء میں راولپنڈی۔ اسلام آباد کے آٹھ مقامات پر دورہ ترجمہ قرآن بذریعہ وڈیو کیسٹ ہوا۔ گزشتہ سال وڈیو کاپی کی سہولت نہ ہونے کی وجہ سے تقریباً ۳۰۰ وڈیو کیسٹ بازار سے کاپی کروائی گئیں۔ اسال الحمد للہ شعبہ سمع و بصر کا قیام عمل میں آچکا ہے، اب آڈیو وڈیو کیسٹ کی ریکارڈنگ اور کاپی کی سہولت موجود ہے اور اس سہولت سے دوسرے احباب بھی فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

☆ راولپنڈی۔ اسلام آباد میں بھی قرآن اکیڈمی کے قیام کے لئے C.D.A کو پلاٹ کے لئے درخواست دی گئی ہے اور اس کے لئے کوشش جاری ہے۔

☆ انجمن کی ممبر سازی میں حوصلہ افزا پیش رفت ہو رہی ہے۔ اور اس وقت اراکین انجمن

☆ کی تعداد چالیس ہو چکی ہے، جبکہ انجمن کے قیام کے وقت اراکین کی تعداد پندرہ تھی۔ اسلام آباد - راولپنڈی - لاہور کے درمیان ایک موبائل لائبریری انٹرنیٹ ہوٹل کھاریاں کے مقام پر قائم کی گئی تھی، جس سے مسافروں کو آڈیو کیسٹ حاصل کرنے کی سہولت دستیاب ہو گئی تھی اور قرآنی فکر پھیلنے کے امکانات بھی بڑھ گئے تھے۔ ابتدا میں اس لائبریری سے کافی اچھے نتائج حاصل ہونے شروع ہوئے، لیکن کچھ عرصے بعد ناگزیر حالات کی وجہ سے ہوٹل بند ہو گیا اور لائبریری بھی بند ہو گئی۔ اب کوشش جاری ہے کہ اس لائبریری کو دوبارہ جاری کیا جائے۔

اگرچہ کارکردگی کوئی زیادہ حوصلہ افزا نہیں ہے، تاہم پیش رفت جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال رہی تو یہ کارواں بڑھتا ہی جائے گا۔

مرتبہ: شمس الحق اعوان

جنرل سیکرٹری

لَنْ يَنْبَأَ اللَّهُ لِحُومِهَا وَلَا دِمَائِهَا وَلَكِنْ يَنْبَأُ التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ
(الحج - آیت ۳۷)

اللہ تک تہاری قربانیوں کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا مگر تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔

قربانی ہماری معاشرتی رسم ہے یا دینی فریضہ!

عید الاضحیٰ کے مبارک موقع پر قربانی کے ساتھ

قربانی کی رُوح اور مہمت صد کو سمجھنے کے لیے

ایم پی اے اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کی تالیف

عید الاضحیٰ اور فلسفہ قربانی

کا مطالعہ ضرور کیجیے

• سفید کاغذ • رنگین سرورق • ۴۸ صفحات • قیمت صرف ۸ روپے

مرکزی انجمن قدام القرآن، ۳۶ - ۸ ماڈل ٹاؤن لاہور

قربانی بکسٹال سے خریدیں
یا ہم سے منگوائیں!

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

اس کی منسلک انجمن ہائے خدام القرآن

کی قیام کے اغراض و مقاصد

1۔ عربی زبان کی تعلیم و ترویج

2۔ قرآن مجید کے مطالعے کی عام ترغیب و تشویق

3۔ علوم قرآنی کی عمومی نشر و اشاعت

4۔ ایسے نوجوانوں کی مناسب تعلیم و تربیت جو تعلیم و تعلم قرآن

کو مقصد زندگی بنا لیں

اور

5۔ ایک ایسی ”قرآن اکیڈمی“ کا قیام جو قرآن حکیم کے فلسفہ

و حکمت کو وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر پیش کر سکے۔